الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 — جمعۃ المبارک 22 جنوری 2010ء — 06 صفر 1431 ہجری قمری ❁ 22 صلح 1389 ہجری شمسی — شمارہ 04

تقویٰ اور صبر کی تعلیم

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے قریب بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے اسے فرمایا۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور صبر کر۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول الرجل للمرءۃ حدیث نمبر:1174)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ مخنثوں کی طرح ہے۔ مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء و رسل گزرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اس کے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اُن کو مُردوں میں دیکھا۔ اور پھر صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔

’’بعض آدمی اپنی بیوقوفی اور شتابکاری سے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے ولی بننا ہے۔ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو سب کو ولی کہتا ہے اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم مُنۡعَمۡ عَلَيۡهِ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ مَیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالیٰ پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اس لئے یہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا مقام تو یہ تھا کہ آپ محبوب الٰہی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہنچنے کی راہ بتائی جیسا کہ فرمایا قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِيۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)۔ یعنی ان کہہ دو کہ اگر تم محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع محبوب الٰہی بنا دیتی ہے تو پھر اور کیا چاہئے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ ہی کو شناخت نہیں کیا۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ (الانعام:92)۔ ایسا ہی شیعہ ہیں۔ انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہ کبھی ان کی خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اس وقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ مخنثوں کی طرح ہے۔ مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء و رسل گزرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہ امور ہیں جن کی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ موت و حیاتِ مسیح کا مسئلہ تو یونہی راہ میں آ گیا۔ بہت سے مصالح الٰہی تھے جو یہ مسئلہ پیش آ گیا۔ ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تھا اور اس میں توحید کے مصفّٰی چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن مَیں یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم ان کو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے اور یہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہ پرانی باتیں ہیں، نئی نہیں۔ چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بھلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادے غلطی پر تھے؟ مَیں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ فیج اعوج ہے۔ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہ باپ دادوں کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گزرا ہے جس کو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے۔ جس قدر خرابیاں اور فسق و فجور پھیلا ہے اس زمانہ میں ہی پھیلا ہے۔ اگر صحابہ کرامؓ ہوتے تو وہ بھی شناخت نہ کر سکتے۔ اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہیں۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اس کے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اُن کو مُردوں میں دیکھا اور پھر صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر پہلا اجماع اس پر کیا اور فیصلہ کر دیا۔ صحابہؓ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہونے کی فضیلت ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران145) میں کہتے ہیں کہ خَلَتۡ کے معنے موت کے نہیں۔ مگر یہ تو ان کی غلطی ہے۔ اس لئے کہ خود اللہ تعالیٰ نے خَلَتۡ کے معنے کر دیئے ہیں۔ اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ (آل عمران145)۔ اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو یہ رَفَعَ الۡجَسَدِ الۡعُنۡصَرِيۡ بھی ساتھ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں۔ پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اُس زمانہ میں بھی اسی مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا بُرا ہوا؟ یہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت ﷺ کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت ﷺ کی اُمّت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکھا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دے دیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ وہی مصر ہے جس کی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اسی طرح پر مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح بنا دیا تا آنحضرت ﷺ کی علوِ شان اس سے ظاہر ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 406 تا 408۔ جدید ایڈیشن)

بدرسوم سے بچیں ۔اپنی خوشی کی تقریبات کو دینی تعلیمات کے تابع رکھیں۔

اپنے بچوں کی سوچیں اور طرز زندگی دینی اقدار کے مطابق بنائیں۔

معاشرے کی برائیوں سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کی پریشانی کا حل نماز ہے۔پھر تلاوت قرآن کریم ہے۔اس میں باقاعدگی ہونی چاہئے۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے۔خلافت کی برکات سے دائمی حصّہ پانے اور اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مجلس شوریٰ 2009ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی پیغام کا متن

''پیاری ممبرات مجلس شوریٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کو امسال بھی مجلس شوریٰ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور تقویٰ پر مبنی مفید آراء پیش کرنے کی توفیق دے۔مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔میں آپ کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔انہیں پوری توجہ اور غور سے سنیں۔خود بھی ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور واپس جا کر اپنی اپنی جماعتوں میں میری یہ نصائح پہنچا دیں۔اللہ سب کو عمل کرنے کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں......سو آج ہم کھول کر بآواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے۔اور جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں۔اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں۔اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں......ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتش بازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرامِ مطلق ہے۔ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے۔گناہ سر چڑھتا ہے۔صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا نکاح کے بعد ولیمہ کرے۔یعنی چند دوستوں کو بلا کر کھانا کھلا دیوے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 67 تا 71)

پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ بدرسوم سے بچیں اور سچ مچ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے فضول خرچی اور دیگر منہیات سے بچیں جن سے بچنے کا خدا اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔محض دنیاوی نمود و نمائش اور ایک دوسرے سے مقابلہ بازی میں ایسے مواقع پر نیک نصائح کو بھلا نہ دیا کریں اور ہمیشہ اپنی خوشی کی تقریبات کو دینی تعلیمات کے تابع رکھیں۔

پھر دیکھیں کہ آج کے دور میں جدید ذرائع ابلاغ نے جہاں انسان کو ترقی کی راہوں پر ڈالا ہے وہاں انٹرنیٹ اور ٹی وی چینلز سے بہت سی برائیاں بھی ماحول کا حصہ بنی ہیں۔آئے دن نئے نئے فیشن متعارف ہو رہے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک مہذب قوم ہرگز اختیار نہیں کر سکتی۔اپنے بچوں پر بچپن سے نگاہ رکھیں اور ان کی سوچیں اور طرز زندگی دینی اقدار کے مطابق بنائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اپنی جماعت کو اسلامی تعلیمات پر قائم کرنا اور ایک مثالی معاشرے کا قیام ہے۔ہماری بچیاں باقی بچیوں سے منفرد نظر آنی چاہئیں۔ان کی گفتگو سلجھی ہوئی اور پاکیزہ ہونی چاہئے۔ان کی چال ڈھال،لباس اور حرکات اور سکنات سے اسلامی تعلیمات جھلکتی نظر آنی چاہئیں۔دس گیارہ سال کی عمر سے ہی انہیں سر ڈھانپنے اور پورا اور مناسب لباس پہننے کی عادت ڈالیں۔جو پردے کی عمر کو پہنچ چکی ہیں ان کے پردے کا خیال رکھیں۔گھروں میں بار بار کی نیک نصائح اور اپنے سے چھوٹی بچیوں کے لئے آپ کا نیک نمونہ آئندہ نسلوں کو دینی تعلیمات پر قائم کرتا چلا جائے گا۔مَیں کئی بار لجنہ کے اجتماعات اور جلسوں کی تقاریر میں بچیوں کی نیک تربیت کرنے اور پردے کی اہمیت کی طرف توجہ دلا چکا ہوں۔میری یہ نصائح بار بار سنیں اور اپنی بچیوں کو بھی سنائیں تا کہ کوئی دنیوی آلائشیں آپ کو دینی تعلیمات سے دور نہ لے جا سکیں۔

بہت سے والدین اپنی اولاد کے لئے فکرمند اور پریشان رہتے ہیں اور معاشرے کی برائیوں سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کی راہیں تلاش کرتے ہیں ۔قرآن شریف نے ان کی اس پریشانی کا حل نماز بتایا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: 46) یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔اس سے انسان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔نماز پڑھو۔نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 49)

پھر فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَاءُ۔ اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ یعنی نماز ہی دعا ہے۔نماز عبادت کا مغز ہے......یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 283)

پھر تلاوتِ قرآن کریم ہے۔اس میں بھی باقاعدگی ہونی چاہئے۔روزانہ صبح کے وقت ہر احمدی گھر سے تلاوت کی آواز اٹھنی اور سنائی دینی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں وقت بھی بتا دیا ہے اور پھر یہ کہ کس طرح تلاوت کرنی چاہئے اس کی طرف بھی ہماری راہنمائی فرما دی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا۔(سورۃ بنی اسرائیل: 79) مطلب یہ کہ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔نیز فرمایا: رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (سورۃ المزمل: 5) یعنی قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔احادیث میں بھی جا بجا تلاوتِ قرآن کی اہمیت اور برکات کا مضمون بیان ہوا ہے۔تلاوت قرآن کریم یقیناً ایک ایسا بابرکت اور باثمر عمل ہے کہ جس سے انشاء اللہ آپ کی آئندہ نسلیں سنور جائیں گی۔اس سے خیالات میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔نیکیوں پر قدم مارنے کی توفیق ملتی ہے۔دینی علم بڑھتا ہے اور محبوبِ حقیقی کا درشن ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا......یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی ۔روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

پھر فرماتے ہیں: ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔یہی بات سچ ہے......قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں''۔

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے۔آپ نے جس امام کو مانا ہے ان کی کتابیں پڑھیں گی تو آپ کو ان کی تعلیمات کا پتہ چلے گا۔حضور علیہ السلام نے خود بھی جماعت کو اپنی کتابیں پڑھنے کی تاکید اور نصیحت فرمائی ہے۔آپ مامور من اللہ تھے۔اس لئے آپ کی کتابیں اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: ''یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔میں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں''۔

(سر الخلافہ صفحہ 6)

پس مامور زمانہ کی تحریرات کو پڑھنا بھی بہت ضروری ہے۔اس سے علم بھی بڑھے گا۔دلائل بھی ملیں گے۔مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کی جرأت بھی پیدا ہو گی اور اصلاح نفس اور روحانی ترقی کی توفیق بھی ملے گی۔آپ نے ہمیں ایک ہاتھ پر جمع کیا اور آپ کی انہی کتابوں سے ہمیں قدرتِ ثانیہ کی نوید بھی ملی۔

آپ فرماتے ہیں: ''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کو سچ کر دکھایا۔آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے۔پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔یہی دین ہے۔یہی توحید ہے۔یہی مرکزیت ہے اور اسی کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔اس لیے اس نعمت کی قدر کریں ۔خدا کا شکر بجا لائیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ادب،احترام،اطاعت و وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ سب کو میری ان تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔آپ دینی نعماء کی بھی وارث بنیں اور دنیوی حسنات سے بھی وافر حصہ پانے والی ہوں۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین''

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر77

80ء کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلص عرب

(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم عبادہ بربوش صاحب کے قبول احمدیت اور اس کے بعد کچھ ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا تھا۔اب اس قسط میں چند مزید واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

کچھ اہم کاموں میں شرکت

شروع شروع میں مجھے رسالہ التقویٰ کی کمپوزنگ کا کام دیا گیا جس کے لئے مَیں نے ٹائپنگ وغیرہ سیکھی اور حسب ہدایت کام بجالاتا رہا۔ بعد میں لمبے عرصہ تک مجھے فرنچ زبان میں حضور انور کی ڈاک کے جوابات میں معاونت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

مجھے یاد ہے ایک افریقن احمدی نے حضور انور کی خدمت میں اپنا رؤیا لکھا جس کی واضح تعبیر اس احمدی کی اپنے خاندان میں سب سے پہلے اس دارفانی سے رحلت تھی۔لیکن حضور انور نے اس بات کو اتنے اعلیٰ بلاغی اسلوب میں بیان فرمایا کہ شاید یہ رؤیا دیکھنے والا بھی اپنی قسمت پر رشک کئے بغیر نہ رہ سکا ہوگا۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خاندان میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمائے گا۔

ناظرین کا نمائندہ چہرہ

مجھے لقاء مع العرب کے فرانسیسی ترجمہ کی سعادت بھی ملی۔ عربی اور انگریزی زبان میں تو یہ پروگرام اپنے ریکارڈنگ والے دن ہی ٹیلی کاسٹ ہو جاتا تھا۔لیکن فرنچ زبان میں دودن بعد نشر کیا جاتا تھا۔ اپنی تیاری اور پریکٹس کے طور پر مَیں حضور انور کے جوابات کا دل ہی دل میں فرانسیسی زبان میں رواں ترجمہ کرتا جاتا تھا۔لیکن جب مرحوم حلمی شافعی صاحب حضور انور کے جواب کا عربی میں ترجمہ کرتے تو میری خوشی اور حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہتی۔خوشی اس لئے کہ اتنے اعلیٰ روحانی معارف پہلی دفعہ سننے کو ملتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو،اور حیرانی اس بات پر ہوتی کہ یہ سارا مضمون حضور انور کی بلیغ انگلش سے مَیں پوری طرح اخذ نہیں کر پاتا تھا جس کا اندازہ مجھے حلمی صاحب کا ترجمہ سن کے ہوتا تھا۔یہ خوشی اور حیرانی کے ملے جلے آثار میرے چہرے پر نمایاں ہو جاتے تھے۔اور حضور انور اکثر میری طرف دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں شافعی صاحب کے ترجمہ کے اثر کا اندازہ عبادہ کے چہرہ کو دیکھ کر لگا لیا کرتا ہوں۔

کلامِ اولیاء

میری شادی کے تقریباً دوسال بعد جب ہمارے ہاں پہلے بچے کی ولادت متوقع ہوئی تو ہم دونوں میاں بیوی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔چونکہ اس وقت تک ہمیں ڈاکٹرز نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے یا لڑکی اس لئے بچے یا بچی کا نام عطا فرمانے کی درخواست کی۔حضور انور نے چند لمحات کے لئے کچھ سوچنے کے بعد فرمایا اس کا نام ''حسّان'' رکھ لیں۔پھر مجھے فرمایا تمہیں پتہ ہے حسّان کون تھے؟ وہ حسّان بن ثابت تھے جنہوں نے یہ مشہور شعر کہے تھے کہ:

کنت السواد لناظری فعَمِیْ علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت أحاذر

ان شعروں کی ادائیگی کے دوران مَیں نے محسوس کیا کہ حضور انور نے لفظ ''فَلْیَمُتْ'' کو زیادہ زور دے کر اور قدر بلند آواز کے ساتھ ادا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کی انگلی کو بھی بلند فرمایا،لیکن اس وقت میری خوشی اس طرف توجہ میں روک بن گئی کیونکہ ہم نے لڑکا یا لڑکی کا نام مانگا تھا اور حضور انور کا صرف لڑکے کا نام عطا کرنا اس بات کی نوید تھی کہ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔لیکن چند ہفتوں کے بعد چیک اپ کے لئے گئے تو ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ بچے کے دل کی دھڑکن سنائی نہیں دے رہی۔مزید تفصیلی چیک اپ کے بعد پتہ چلا کہ بچہ رحم مادر میں ہی فوت ہو چکا ہے۔اس وقت مجھے ''فَلْیَمُتْ'' کے الفاظ یاد آئے اور خدائی تقدیر کے تحت حضور انور کا اپنی انگلی بلند فرما کے ان کو زور دے کر ادا کرنے کا مطلب بھی سمجھ آ گیا۔اس پس منظر کے ساتھ مجھے بچے کی وفات کا اتنا زیادہ صدمہ نہ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک پیارے کے ذریعہ مجھے پہلے ہی اس کی خبر دے چکا تھا۔

کراماتِ خلافت

میری خوش نصیبی تھی کہ حضور انورؒ نے کمال شفقت سے مجھے بھی اردو کلاس میں شامل فرمایا۔ایک دفعہ حضور انور خود ایک برتن میں کچھ حلوہ بنا کر لائے اور بچوں کی نگران خاتون کو فرمایا کہ یہ تقسیم کردیں۔اتفاقاً ابتدا مجھ سے ہوئی۔چونکہ اردو کلاس میں اس دن غیر معمولی طور پر حاضری بہت زیادہ تھی اور حلوہ اس تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھا اس لئے اس خاتون نے اندازہ لگا کر میری پلیٹ میں تھوڑا سا حلوہ رکھا۔حضور انورؒ نے اتنی قلیل مقدار دیکھ کر فرمایا کہ کنجوسی نہ کرو، اسے کچھ اور دو۔اس نے کچھ اور حلوہ میری پلیٹ میں رکھا لیکن پھر بھی مقدار بہت کم ہی رہی کیونکہ حلوہ شاید وہاں موجود تعداد کے لئے ناکافی تھا بلکہ ان کے نصف کیلئے بھی ناکافی تھا۔

حضور انور نے جب یہ دیکھا تو اس خاتون کے ہاتھ سے حلوہ والا برتن لے لیا اور خود تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے سب کو ایک مناسب مقدار میں عطا فرمایا حتی کہ کیمرہ مین کو بھی دیا۔مَیں یہ سب دیکھ کر بہت حیران ہوا اور حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ آج کے اس واقعہ نے میرے ذہن میں حضرت ابو ہریرہؓ کے دودھ والے واقعہ کی یاد تازہ کردی ہے۔حضور انورؒ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا،جس سے مجھے تسلی ہوگئی کہ یہ محض خدائی تصرف اور برکت تھی جو حضور انور کے ہاتھ پر کرامت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

سید القوم

اردو کلاس میں ہی ایک دفعہ حضور انورؒ نے روسٹ گوشت تقسیم فرمایا اور ایک دفعہ پھر ابتدا مجھ سے ہوئی۔مَیں نے گوشت کھایا اور ہڈیاں میرے ہاتھ میں ہی تھیں کہ حضور انور ایک پلیٹ لئے میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا اس میں ہڈیاں رکھ دو۔اس وقت مَیں نے چاہا کہ وہ ہڈیاں بھی کھا جاؤں اور حضور انور کے مقام کے احترام کے پیش نظر آپ کی پلیٹ میں نہ رکھوں۔لیکن حضور انور نے دوتین بار جب فرمایا کہ ہڈیاں پلیٹ میں رکھ دو تو میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ یہ انتہا درجہ کی کرم نوازی تھی کہ پہلے مجھے کھلایا پھر ہڈیاں رکھنے کے لئے پلیٹ لے کر بھی خود ہی تشریف لے آئے۔

مقدس فرض اور تائید الٰہی

مکرم حلمی الشافعی صاحب کی وفات سے دو روز قبل مَیں نے رؤیا میں یہ آواز سنی:

You are going to replace
Hilmi Sb in the translation

یعنی تم حلمی صاحب کی جگہ ترجمانی کے فرائض سرانجام دو گے۔

مَیں یہ سن کر خوفزدہ سا ہو گیا کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ حلمی صاحب چند دن کے مہمان ہیں۔دو دن بعد حلمی صاحب حضور انورؒ کے دفتر میں ملاقات کے منتظر تھے کہ دل کا حملہ ہوا اور آپ کی وفات ہوگئی۔مَیں اس وقت حلمی صاحب کے ساتھ تھا اور اس واقعہ کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔

حلمی صاحب کی وفات کے دو ہفتے بعد حضور انورؒ نے مجھے لقاء مع العرب میں ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔مَیں نے یہ کہہ کے معذرت کی درخواست کی کہ ایک تو حلمی صاحب کی وفات میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے اور مَیں ابھی تک اس صدمہ سے نکل نہیں پایا ہوں، دوسرے میں کئی سالوں سے حضور انور کے خطبات اور دیگر پروگرامز کا فرنچ میں ترجمہ کر رہا ہوں اب یکدم عربی میں ترجمہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔چنانچہ حضور انور نے یہ ذمہ داری منیر عودہ صاحب کے سپرد فرمادی۔دو ماہ بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ منیر عودہ صاحب کو مجبوراً اپنے ملک واپس جانا پڑ گیا ہے، اس لئے اگلے پروگرام سے اگر آپ ترجمہ نہیں کر سکتے تو بتا دیں تا کہ یہ پروگرام مستقل طور پر ختم کر دیا جائے۔مَیں نے حضور انورؒ کے ان کلمات پر غور کیا تو مجھے ان میں طارق بن زیاد کے حکیمانہ قول کا رنگ نظر آیا جب انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حقیقی صورتحال کا ادراک کروانے کے لئے کہا تھا کہ تمہارے آگے دشمن ہے اور پیچھے سمندر، اسی فراستِ ایمانی اور منجھی ہوئی قیادت کے تحت حضور انور نے مجھے ایسے ہی موڑ پر لا کھڑا کیا جہاں میدان میں کود پڑنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔چنانچہ حضور انور کی دعاؤں، شفقت اور کرم نوازی کے ساتھ ترجمہ شروع کیا اور کئی سال تک یہ سعادت نصیب ہوتی رہی۔

چند پروگرامز میں ترجمانی کے بعد جب مَیں حضور انور کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو عرض کیا کہ حضور مَیں نے حلمی صاحب کی وفات سے قبل رؤیا دیکھا تھا جس میں ان کی جگہ ترجمہ کرنے کا پیغام تھا۔حضور انور نے میری طرف دیکھا اور فرمایا یہ بات مَیں پہلے سے جانتا ہوں۔

1996ء میں حضور انور نے مجھے رسالہ التقویٰ کا ایڈیٹر بنا دیا گو کہ مَیں پہلے بھی اس کی کمپوزنگ، طباعت، پیکنگ اور ترسیل وغیرہ جیسے امور میں معاونت کرتا تھا تاہم اس کے ادارتی بورڈ میں شامل نہ تھا۔مَیں نے اپنے اصلی نام کی بجائے ایک قلمی نام ''ابوحمزہ التونسی'' بنایا جس میں میری کنیت اور میرے ملک کا نام بھی تھا، جب مَیں نے حضور انورؒ کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کیا تو حضور نے اسے بہت پسند فرمایا اور منظوری عنائت فرمادی۔

قرآن کے علوم ومعارف آپ کے ساتھ ہیں

مجھے حضور انور کے بیرون ملک دورہ جات میں بطور مترجم جانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔فرانس کے ایک دورے پر حضور انور کے ساتھ سوال وجواب کی مجلس منعقد کی گئی جس میں غیر از جماعت عربوں کی بھی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔مجلس سوال وجواب کے لئے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت مقرر تھا لیکن مختلف آیات قرآنیہ کی تفسیر کے بارہ میں سوالات کی خاصی تعداد باقی تھی لہذا اس مجلس کا وقت بڑھا دیا گیا جو مسلسل ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔ایک شخص جو مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا بڑی سنجیدگی سے حضور انور کے جوابات سن رہا تھا۔اگلے دن مجھے پتہ چلا کہ یہ شخص حافظ قرآن ہے اور فرانس میں کسی مسجد کا امام ہے اور اس کی حضور انور کے ساتھ ملاقات ہے جس میں مجھے ترجمانی کے لئے بلایا گیا ہے۔جب ہم ملاقات کے لئے حضور انور کے کمرہ میں داخل ہوئے تو یہ شخص ایک عجیب والہانہ انداز میں روتے ہوئے حضور انور کی طرف بڑھا اور اونچی آواز میں چیخ چیخ کر یہ کہنے لگا:

''خدا کی قسم قرآنی علوم ومعارف

صرف آپ کے پاس ہیں۔''

حضور انور نے بھی کمال شفقت سے اپنے بازو کھول دیئے اور یہ شخص مذکورہ کلمات دہراتا ہوا حضور کے سینے سے جالگا، اور اسی وقت بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگیا۔

نابغہء روزگار شخصیت

ایک دفعہ مجھے حضور انور کی طرف سے یہ پیغام موصول ہوا کہ مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن کے ساتھ ہیتھرو ائر پورٹ پر ایک عرب ملک کے مفتی کے استقبال کے لئے جانا ہے جو خصوصی طور پر حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لانے والے

ہیں۔ مفتی صاحب سے ملاقات کر کے محسوس ہوا کہ وہ بہت منکسر المزاج اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ حضور انور سے ملاقات کرنا آپ کو اپنے ملک میں کئی مشکلات سے دوچار کر سکتا ہے۔ کیا میں آپ سے اس ملاقات کا سبب جان سکتا ہوں؟ مفتی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے رسالہ التقویٰ میں حضور انور کے خطبات جمعہ پڑھے تھے ان میں سے ایک خطبہ ان کو بہت پسند آیا۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں پڑھا جس میں اتنی خوبصورتی سے دین اور تاریخ اور سائنس اور سیاست میں ہم آہنگی کا مضمون بیان ہوا ہو۔ لہذا یہ پڑھنے کے بعد مَیں نے دینی و دنیاوی علوم کے لحاظ سے اس نابغہء روزگار شخصیت سے ملاقات کا عزم کر لیا۔

محمد ﷺ کی روحانی سلطنت کا نمائندہ

1994ء میں میری والدہ محترمہ اور میری چھوٹی بہن مجھ سے ملنے لندن آئیں۔ پہلے دن ہی والدہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ جلالی آواز میں کلمہ شہادت پڑھ رہے ہیں۔ اتنے میں کوئی کہتا ہے کہ وہاں دیکھو وہ رسول اللہ ہیں۔ مَیں اس جم غفیر کے قریب ہوتی ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتی ہوں، آپ نے پاکستانی لباس (شلوار اور قمیص) پہنی ہوئی ہے، مَیں نے تین دفعہ کوشش کی کہ آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ سکوں لیکن ہر دفعہ آپ کے چہرہ مبارک سے نکلنے والے نور کی شدت کے باعث میں آپ کے چہرہ مبارک کو نہ دیکھ سکی۔

حضور انور سے ملاقات کے دوران مَیں نے جب والدہ صاحبہ کے اس رؤیا کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ انہوں نے پاکستانی لباس میں مجھے دیکھا ہے کیونکہ مَیں ہی آنحضور ﷺ کی روحانی سلطنت کا نمائندہ ہوں۔ پھر آپ نے میری والدہ صاحبہ کی بیعت لی۔ جب ہم حضور انور کے دفتر سے باہر آئے تو میری والدہ صاحبہ نے بتایا کہ حضور انور کی تعبیر بالکل درست تھی کیونکہ مَیں نے ملاقات کے دوران تین مرتبہ کوشش کی کہ حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھ سکوں لیکن حضور کا چہرہ مبارک اس قدر پرنور تھا کہ مَیں اس کی طرف دیکھ نہ سکی۔

میری والدہ کی وفات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں ہوئی اور حضور انور نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جو میری زندگی کے اہم واقعات میں سے ایک ہے۔

دو نہیں تین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا حافظہ بلا کا تھا اور آپ کے بارہ میں مشہور تھا کہ اگر حضور کسی سے ملے ہوں تو لمبے عرصہ تک اس کے اہل خاندان کے نام تک بھی حضور کو یاد ہوتے تھے۔ لیکن میرے ساتھ عجیب واقعہ ہوا کہ حضور انور نے اردو کلاس کے دوران مجھے کئی مرتبہ پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ اور مَیں ہر دفعہ حضور انور کی خدمت میں عرض کرتا کہ حمزہ اور طلحہ میرے دو ہی بچے ہیں۔ ایک دفعہ جب حضور انور نے یہی سوال پوچھا اور مَیں نے بھی اپنا سابقہ جواب دہرایا تو حضور انور کے چہرہ مبارک پر ایک خفیف سی مسکراہٹ بکھر گئی اور آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہارے تین بچے ہیں۔ مَیں نے عرض کی نہیں حضور دو ہی ہیں۔ لیکن حضور انور نے تین بار یہ بات دہرائی اور آخر پر فرمایا کہ تمہارے تین بچے ہیں اور تیسرے نمبر پر بیٹی ہے۔

خدا کی قدرت کے بھی عجیب نظارے ہیں کہ وہ اپنے پیاروں کے ذریعہ ایک عالم کو بشارتوں سے نوازتا ہے اور پھر انکے کہے ہوئے الفاظ کو حقیقت کا روپ دے کر بتا دیتا ہے کہ یہ مجھ سے ہے اور مَیں اس کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ ایک سال کے عرصہ کے دوران ہی ہمارے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوگئی جس کا نام حضور انور نے ''مناہل'' عطا فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

بے نظیر محبت

1999ء میں مجھے پاکستان جانے کا موقعہ ملا۔ ائرپورٹ پر ہی مَیں نے دیکھا کہ ایک افسر میری طرف بڑی تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ میرے قریب آتے ہی اس نے مصافحہ کیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ اس نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا: حضور انور کا کیا حال ہے؟ جب مَیں نے حضور انور کے بارہ میں انہیں بتا دیا کہ آپ بالکل ٹھیک ہیں تو اس افسر نے بتایا کہ وہ ایم ٹی اے میں کام کرنے والے اشفاق ملک صاحب کا بھائی ہے۔ اس واقعہ سے مجھے کسی قدر اندازہ ہوا کہ حضور انور کے اہل وطن احمدی آپ سے کس قدر محبت اور پیار کا والہانہ تعلق رکھتے ہیں۔ اسی پر ہی بس نہیں بلکہ مجھے پاکستان میں کئی ایک جماعتوں کے دورہ کے لئے بھی لے جایا گیا جہاں مَیں نے دیکھا کہ لوگ قطاروں میں انتظار کر رہے تھے اور ایک عجیب محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے تھے جن میں رشک بھی تھا

مکرم عبادہ بربوش صاحب ایم ٹی اے کے پروگرام ''لقاء مع العرب'' میں ترجمہ کرتے ہوئے

اور حسرت کی ہلکی سی آمیزش بھی۔ مَیں ان کی حالت کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ اہل پاکستان اس محبت میں بے مثال ہیں۔ وہ مجھ جیسے انسان سے اس قدر محبت اور پیار بھرے جذبات کا اس لئے اظہار کر رہے تھے کیونکہ مَیں خلیفۂ وقت کے پاس سے آیا تھا اور یہ سب اس کی محبت سے مجبور ہو کر اس کی باتیں سننے، اس کے پیار کے قصے تازہ کرنے، اور اس کے روح پرور کلمات سے روشنی پانے کے لئے دوڑے چلے آئے ہیں۔

خوشکن لمحات اور مشکل ترین گھڑی

مجھے بفضلہٖ تعالیٰ 240 سے زائد پروگرامز میں حضور انورؒ کی ترجمانی کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخری پروگراموں میں سے ایک پروگرام میں حضور انور نے کسی سوال کا کافی لمبا جواب عطا فرمایا جس کے ترجمہ کیلئے مجھے بھی تقریباً اتنا ہی وقت لگ گیا۔ جونہی میرا ترجمہ ختم ہوا حضور انور نے فرمایا:

مجھے اپنے جواب کی طوالت کا اندازہ ہی نہیں ہوا کیونکہ مَیں پورا آدھا گھنٹہ بولتا رہا ہوں۔ اور مَیں آپ کا ترجمہ سن کے بہت لطف اندوز ہوا ہوں۔ آپ نے بھی ترجمہ کے لئے پورا نصف گھنٹہ ہی لیا ہے اور چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے سب پوائنٹس کا بہت شاندار ترجمہ کیا ہے۔ چشم بد دور۔ اللہ آپ کو لمبی عمر دے کیونکہ ترجمہ میں آپ کا ثانی نہیں ہے۔ آپ ماشاء اللہ ذہین اور منفرد ہیں۔

میرے لئے یہ کسی ساعتِ سعد سے کم نہ تھا کہ میری نہایت ہی متواضعانہ سی کوشش کو حضور انور نے تعریف وثناء کے اتنے عظیم پھل عطا فرما دیئے۔ فرط جذبات سے مَیں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا اور بے اختیار زار وقطار رونے لگا۔ ابھی تک مَیں اسی کیفیت میں ہی تھا کہ حضور انور نے مجھے ان کلمات کا ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ میرے لئے مشکل ترین گھڑی تھی اور مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اپنی زبان سے تمام دنیا کے سامنے اپنے متعلق ہی تعریفی کلمات کا ترجمہ کس طرح کروں۔

بہرحال یہ حضور انور کا حسن نظر، کمال شفقت اور اپنے خدام کی حوصلہ افزائی کا ایک عجیب ہی انداز تھا جس کو اب بھی یاد کرتا ہوں تو ایک عجیب روحانی لذت وسرور میں ڈوب جاتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

❀❀❀❀❀❀❀

مجلس انصار اللہ یوگنڈا کے سالانہ نیشنل اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد داؤد بھٹی - مبلغ سلسلہ مکونوزون)

مجلس انصار اللہ یوگنڈا کا نیشنل اجتماع مکونوزون میں دو دن کے لئے منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں شرکت کے لئے تمام زونز کی مجالس کو اطلاع کی گئی۔

اجتماع کا آغاز مورخہ 14/نومبر 2009ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد تلاوت قرآن کریم، عہد مجلس انصار اللہ اور دعا سے ہوا۔ اس کے بعد ایک علمی تقریر ہوئی۔ پانچ بجے شام انصار کے مابین میوزیکل چیئرز کا مقابلہ ہوا۔ دیگر ورزشی مقابلہ جات خراب موسم کی وجہ سے نہ ہو سکے۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک اور علمی تقریر مکرم اسماعیل مالاگالا صاحب مبلغ سلسلہ نے کی اور پھر مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ سوالوں کے جواب مکرم محمد علی کائرے صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم آدم حمید صاحب نے لوکل زبان میں دیئے۔

15/نومبر بروز اتوار اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم اسرائیل لوٹالیگا صاحب نے درس قرآن پیش کیا۔

دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور لوکل زبان میں نظم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک علمی تقریر بعنوان ''جماعت احمدیہ یوگنڈا کی تاریخ''، مکرم الحاج سلیمان موانجے صاحب نے کی۔ اس کے بعد انصار کی مختلف مجالس کے مابین علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن کریم، حفظ احادیث رسولؐ، اور دینی معلومات کوئز شامل تھے۔ ان مقابلہ جات میں ایک تقریر ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر مکرم شعیب نصیرا صاحب نے کی۔ یہ سیشن نماز ظہر تک جاری رہا۔

نماز ظہر کے بعد اختتامی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم نیشنل صدر صاحب انصار اللہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر جماعت یوگنڈا نے نمایاں کارکردگی دکھانے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ اور اختتامی خطاب بھی کیا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں انصار کو تربیتی میدان میں آگے بڑھنے اور اپنی اولادوں کو بھی جماعتی کاموں میں دلچسپی لینے کی تلقین کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز آپ نے وقف عارضی سکیم میں حصہ لینے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

امسال انصار کی حاضری 150 رہی۔ اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀❀❀

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896310 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خطبہ جمعہ

ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔

نئے سال کے پہلے دن کو ہی اِس طرح دعاؤں سے سجاؤ کہ سارا سال قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔

اپنی زندگی کے سال کے پہلے دن کو ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر دن کو بابرکت بنانے کے لئے دعاؤں اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔

حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔ اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ تقویٰ پہ قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔

2010ء کے آغاز پر نئے سال کی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر احمدی کے لئے یہ سال اور آئندہ آنے والا ہر سال مبارک فرماتا چلا جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ یکم جنوری 2010ء بمطابق یکم صلح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ - وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الحدید:29)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال 2010ء کا پہلا دن ہے اور اس پہلے دن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کے دن داخل کیا ہے جو دنوں میں سے ایک بہت مبارک دن ہے۔

اس لحاظ سے سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر احمدی کے لئے یہ سال اور آئندہ آنے والا ہر سال مبارک فرماتا چلا جائے۔ ہم ہر سال کی مبارکباد ایک دوسرے کو دیتے ہیں لیکن ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے کہ اصل عید اور خوشی کا دن اور مبارک دن وہ ہوتا ہے جو انسان کی توبہ کا دن ہوتا ہے۔ اس کی مغفرت اور بخشش کا دن ہوتا ہے۔ جو انسان کو روحانی منازل کی طرف نشاندہی کروانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن ایک انسان کو روحانی ترقی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرنے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے عملی کوششوں کا دن ہوتا ہے۔ پس ہمارے سال اور دن اُس صورت میں ہمارے لئے مبارک بنیں گے جب ان مقاصد کے حصول کے لئے ہم خالص ہو کر، اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے، اس کے آگے جھکیں گے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

بیشک آج جمعہ کا دن ہے اور یہ دن بہت بابرکت دن شمار ہوتا ہے اور اس لحاظ سے یہ نیا سال جو آج شروع ہو رہا ہے ایک انتہائی بابرکت دن سے شروع ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بھی اس دن کی اہمیت کے بارے میں بعض ارشادات فرمائے ہیں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ باوجود اس کی اہمیت کے جس طرح حقیقی مومن اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، غیر مومن فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ دن تو وہی ہے۔ ایک مومن اس دن کو اپنی نجات کا باعث بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن غیر مومن صرف یہ جانتا ہے کہ یہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن ہے۔ ایک مومن آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے جس کا حدیث میں بھی ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا۔ اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو ایسا وقت میسر آئے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول کی جاتی ہے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے۔ (مؤطا امام مالک۔ باب ما جاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)۔ پس مومن تو اس دن میں اپنی دعا کی قبولیت کے نظارے دیکھتا ہے اور غیر مومن اپنے لہو و لعب میں لگا ہوتا ہے۔

سال کا پہلا دن جمعہ کی وجہ سے مومن کے لئے تو اور بھی اہم ہو گیا ہے کہ وہ اس دن کو اپنی دعاؤں سے سجاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، رات کو بھی اپنی عبادت سے زندہ کرتے ہوئے نئے سال کا استقبال کر رہے ہیں جو انتہائی برکت والے دن سے شروع ہو رہا ہے۔ جبکہ غیر مومن جس کو نہ جمعہ کی اہمیت کا علم ہے، نہ نئے سال کے استقبال کے طریقے کا پتہ ہے، اس کو صرف یہ غرض ہے کہ نئے سال کی پہلی رات اور گزرے سال کی آخری رات کو یہ وقت لہو و لعب، شور شرابا اور شراب کے جام پہ جام چڑھانے میں گزارنا ہے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم جو آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہیں۔ ہم اس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں جو سراپا نور تھے اور ہیں۔ جنہوں نے ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے راستے دکھائے۔ انسان کو، ایک مومن کو اپنی پیدائش کے مقصد کے حصول کی طرف راہنمائی فرمائی اور راستے دکھائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے تھے جن کی پیروی کرنے والوں سے اور آپ کی سنت پر حقیقی رنگ میں چلنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے محبت کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نور رکھا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

(المائدہ:16) یعنی تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے‘‘۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 372)

پس یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس نور کی روشنی سے حصہ لینے والے بنیں۔ اور اس کا ایک بہترین طریق آپ ﷺ نے جمعہ کے دن کی مناسبت سے ہمیں سکھایا ہے تا کہ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔

ایک حدیث میں حضرت اَوسؓ بن اَوس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے۔ اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ)

خدا تعالیٰ آپ کو بتاتا ہے کہ دیکھ اے میرے پیارے محمد ﷺ تیری امت کے لوگ شکر گزاری کے جذبات سے پُر اور اپنے عمال کو قرآنی تعلیم اور تیرے اُسوہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اِس بابرکت دن میں تجھ پر درود بھیج رہے ہیں جس کی ایک خاص اہمیت ہے۔ اس لئے مَیں ان لوگوں سے پیار کا سلوک کرتے ہوئے ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں اور پھر مَیں نے بھی ان کو حکم دیا تھا کہ تجھ پر درود بھیجیں کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ جب اِن مومنین نے میرے حکم کی تعمیل کی ہے اور میری رضا کے حصول کے لئے میرے پیارے پر درود بھیجا ہے تو مَیں بھی ایسے عبادت گزاروں کی دعائیں سنتا ہوں اور سنوں گا۔

پس آج کے دُرود اور آج کی گئی دعائیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے پیار کو سمیٹنے والی ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والا دُرود بشرطیکہ خالص ہو کر آنحضرت ﷺ کے عشق میں فنا ہو کر بھیجا جائے آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے سج کر پھر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور زمانہ کے امام ہونے کا درجہ پایا تو وہ آنحضرت ﷺ سے سچے عشق اور دُرود کی وجہ سے ہی تھا۔ جس سے پھر نور کے ستون آسمان سے زمین کی طرف آنے لگے اور یہی تلقین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بھی جو آپ کی بیعت میں شامل ہیں فرمائی ہے کہ اگر تمہیں میری بیعت میں آنے کا دعویٰ ہے، اگر تمہیں آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے تو خالص ہو کر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجو اور اپنی استعدادوں کے مطابق پھر تم بھی اس نور سے حصہ لو گے جو خدا تعالیٰ کا نور ہے اور پھر یہی چیز تمہاری دنیا بھی سنوارے گی اور تمہاری آخرت بھی سنوارے گی۔

پھر احادیث میں آج کے دن کی ایک اور اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یہ مسلم کی حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُخْرِجَ مِنْھَا (مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل یوم الجمعۃ حدیث 1860) یعنی دنوں میں سے بہترین دن جس میں سورج چڑھتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس دن میں آدم پیدا کئے گئے۔ اس دن میں جنت میں لے جائے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے۔ پس اس دن میں برکت سمیٹنے کے بھی مواقع ہیں اور سزا یا محرومی بھی ہو سکتی ہے۔ پس آدم کی اولاد کی صوابدید پر ہے کہ اس نے کس گروہ میں شامل ہونا ہے۔ اس دن کے تقدس کا خیال، دعائیں، درود اور اعمال صالحہ جنت میں لے جانے کا باعث بھی بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ لینے والے بھی بنائیں گے اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر باوجود اس دن کی برکت کے جس طرح آدم کو جنت سے نکلنا پڑا یہی اصول ابن آدم کے لئے بھی ہے۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ رہے گی۔ دعاؤں اور دُرود کی طرف توجہ رہے گی تو جنت کی طرف قدم بڑھتے رہیں گے۔ یہ دنیا بھی جنت بن جائے گی اور آخرت میں بھی جنت کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر انسان برائیوں میں مبتلا ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ جنت سے نکلنے کی خبر دیتا ہے۔ یہ دنیا بھی پھر جہنم بن جاتی ہے۔ پس اس دن کی اہمیت نیک نیتی سے کئے گئے اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے اور ہزاروں ہزار دُرود ہوں اس محسن پر جس نے آدم کی اولاد کو دنیوی اور اخروی جنتوں کے راستے دکھائے جیسا کہ مَیں نے احادیث بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور کی گئی دعائیں اور دُرود ان جنتوں کا وارث بناتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی رکھی ہیں اور آخرت میں بھی رکھی ہیں۔

پس جمعہ کی اہمیت اور جنت میں داخل ہونا یا نکلنا اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ دنیوی اور اخروی جنتوں کا قرآن کریم میں ایک جگہ یوں ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن: 47) یعنی جو شخص اپنے ربّ کی شان اور مقام سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں۔ دنیوی بھی اور اخروی بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں بیان فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزت کا پاس کر کے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور میں پُوچھا جائے گا گناہ کو چھوڑتا ہے اُس کو دو بہشت عطا ہوں گے۔ (1) اوّل اسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اس میں پیدا ہو جائے گی اور خدا اس کا متولّی اور متکفل ہوگا۔ (2) دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا‘‘۔ (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 158)

پس جمعہ کو جب اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی تلاش کے موقعے زیادہ مہیا فرماتا ہے تو جو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے والا ہے وہی حقیقی مومن ہے۔

پس آج اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ نئے سال کے پہلے ہی دن کو اِس طرح دعاؤں سے سجاؤ کہ سارا سال قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔ اپنے لئے دعائیں ہیں۔ اپنے اہل و عیال کے لئے دعائیں ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لئے قربانیاں کرنے والوں کے لئے دعائیں ہیں۔ جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں ہیں۔ جن جگہوں پر ہیں اس ماحول اور معاشرے کے لئے دعائیں ہیں۔ ملک کے لئے دعائیں ہیں۔ ایک مومن تبھی حقیقی مومن بھی کہلا سکتا ہے جب جس ملک میں رہ رہا ہے، جس کا شہری ہے، اس کے لئے بھی دعا کر رہا ہو۔ پس یہ سب فرائض ہیں جو ایک احمدی کے سپرد کئے گئے ہیں اور ان کی ادائیگی انتہائی ضروری ہے۔ احمدیوں کی دعاؤں سے ہی دنیا کی بقا ہے۔ انسانیت کی بقا ہے۔ جنت کے راستوں کی طرف راہنمائی ہے۔ اگر خود ہی ان راستوں کی طرف نہیں چل رہے تو دوسروں کو کیا راستہ دکھائیں گے۔ ہم احمدی تو اس زمانہ کے آدم کے ماننے والے بھی ہیں جو جنت سے نکلنے کے لئے نہیں آیا۔ جو نہ صرف دونوں جنتوں کا وارث بنا بلکہ جنت کی طرف لے جانے کے لئے اُس تعلیم کے ساتھ آیا جو آپؑ کے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ۔ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِی۔ اس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اُس کو عزت دی۔ یہ رسولِ خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 82)

جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہمُ السَّلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں۔ خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو حصہ دیا گیا ہے‘‘۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 116)

ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے اور آنحضرت ﷺ سے تو عشق صادق کی وجہ سے بروزی نبی کا اعزاز پاتے ہوئے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نور سے جو حصہ ملا ہے اس کی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ آدم جو اس زمانہ میں آیا یہ نورِ محمدی سے پُر ہے۔ اس لئے روشنی کے نئے سے نئے راستے ہمیں دکھاتا ہے۔ دعاؤں کے طریقے اور قرینے ہمیں سکھائے۔ دنیا و آخرت کی حسنات کے حصول کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی تا کہ ہم ہمیشہ دنیوی اور اخروی جنتوں کے وارث بنے رہیں۔

پس اِس نور سے فیض حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے سال کے پہلے دن کو ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر دن کو بابرکت بنانے کے لئے دعاؤں اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے جس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آج اس سال کے اِس بابرکت دن کو احمدیوں نے اس جذبے کے تحت ہی گزارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد میں باجماعت تہجد کی نماز بھی ادا کی گئی ہے۔ اب یہ جذبہ اس پہلے دن میں ختم نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ ہر آنے والا دن اس کے اثرات کو ظاہر کرتے چلے جانے والا بنتا چلا جائے۔ ہمارا ہر قدم تقویٰ کی طرف بڑھنے والا ہو۔ رسول پر ایمان مضبوط تر کرنے والا ہو۔ پہلے دن کی اس سلسلہ میں کی گئی کوشش 365 دنوں پر حاوی ہونے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا کرے گا جس کے ساتھ تم چلو گے۔ اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ ہے ایک مومن کی نشانی، اس کا مقام کہ وہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آدم اور ابن آدم کی غلطیوں اور گناہوں کا کفارہ ایک شخص کی لعنتی موت ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایک حقیقی مومن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری زندگی ایک مسلسل جدوجہد ہے، مسلسل قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے اور اس پر قائم رہنا ہے۔ حقوق العباد کی طرف توجہ دینا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح روحانی ترقی کے لئے کوشش، توجہ اور حقوق اللہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ اپنی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کو گناہوں سے بچانے کی کوشش بھی انتہائی ضروری ہے۔ دنیا کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ نئے سال کا استقبال نشے میں دھت ہونے اور بیہودگیاں کرنے سے نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور پاک دل لے کر حاضر ہونے سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے روحانی معیاروں کو بڑھانے کے لئے دعاؤں سے کیا جاتا ہے۔ مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے قربانیاں کرنے سے کیا جاتا ہے۔ توبہ واستغفار سے کیا جاتا ہے

تا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی جہنم سے بھی بچائے اور آخرت کی جہنم سے بھی بچائے۔ ہر ایک خود اپنے عمل کا جوابدہ ہے۔کوئی کسی کا کفّارہ نہیں بن سکتا۔پس یہ نیک اعمال ہیں جو دنیا کی حسنات سے حصہ دلانے کا بھی باعث بنتے ہیں اور آخرت کی حسنات سے حصہ دلانے کا بھی باعث بنتے ہیں۔پس یہ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی کامل پیروی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے والی ہوتی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی خدا تعالیٰ کا محبوب بناتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جو دوہرا حصہ دیتا ہے اور نور عطا فرماتا ہے یہ دوہرا حصہ اس دنیا کی بھی حسنات ہیں اور آخرت کی بھی حسنات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:" اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیر میں فرق رکھ دے گا وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے"۔آپؑ نے فرمایا کہ" تقویٰ سے جاہلیت ہرگز جمع نہیں ہو سکتی"(یعنی تقویٰ اور جاہلیت کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے)" ہاں فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم وبیش ہو سکتا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 178-177)

تقویٰ سمجھ ہے۔اس کا علم ہے۔اس کا فہم و ادراک ہے۔ جتنا اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے وہ اس کے مطابق، اس مرتبے کے مطابق اوپر نیچے ہو سکتا ہے۔لیکن جہالت اور تقویٰ جمع نہیں ہو سکتے۔تقویٰ کے مختلف معیار ہیں۔اس لئے انسان کو کہا گیا ہے کہ تقویٰ کے معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے چلے جاؤ۔پس چاہے کوئی کم پڑھا لکھا احمدی ہے۔یا پڑھا لکھا ہے۔دینی علم رکھنے والا ہے یا کم دینی علم رکھنے والا ہے اگر تقویٰ پر قائم ہے تو جاہلانہ باتوں سے وہ ہمیشہ بچتا رہے گا۔پس یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہالت اور تقویٰ کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔تقویٰ کے معیار بیشک اوپر نیچے ہو سکتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ تقویٰ پہ قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔ انسان کے اپنے اعمال ہی ہیں جو اسے حسنات سے نوازتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب بناتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ واضح فرمایا ہے بلکہ کئی جگہ فرمایا ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ الفاطر:19) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنی رحمت میں سے ان لوگوں کو دوہرا حصہ دے گا جو تقویٰ پر قائم ہوتے ہیں اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور آپؐ کے اسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دوہرا حصہ ملتا ہے وہ وہ حسنات ہیں جو دنیوی جنتوں کا بھی وارث بناتی ہیں اور اُخروی جنتوں کا وارث بھی بناتی ہیں۔پھر اس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں دعا بھی سکھا دی کہ جنتوں کا وارث بننے کے لئے تمہیں دعا بھی کرنی چاہئے۔کس کس طرح انسان خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔اس کا حق کبھی ادا ہو ہی نہیں سکتا۔پس ایک ہی طریق ہے کہ انسان مسلسل خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے آگے جھکا رہے۔ان حسنات کے لئے، اللہ تعالیٰ نے رحمت سے دوہرا حصہ لینے کے لئے حقیقی مومن کو جو دعا سکھائی ہے اور نشانی بتائی ہے وہ یہ ہے جس کا سورۃ بقرہ میں ذکر ہے کہ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ: 202) کہ انہی میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پس یہ وہ حقیقی مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دنیا کی حسنہ بھی مانگتے ہیں اور آخرت کی حسنہ بھی مانگتے ہیں۔نئے سال کے شروع ہونے کی دعا میں صرف دنیاوی ترقیات ہی نہیں مانگتے بلکہ روحانی ترقی کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔صرف اپنی بہتری کے لئے ہی نہیں سوچتے بلکہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی سوچتے اور دعا کرتے ہیں۔پس تقویٰ پر چلنے والے اور حقیقی مومن جہاں دنیا کی حسنات کی تلاش میں ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ سے آخرت کی حسنہ کے حصول کی بھی دعا کرتے ہیں تا کہ یہ ہر دو حسنات جو ہیں انہیں آگ کے عذاب سے بچائیں۔یہ ایک ایسی جامع دعا ہے جو عارضی حسنات کے حصول کے لئے بھی سکھائی گئی ہے اور مستقل حسنات کے حصول کے لئے بھی سکھائی گئی ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا اکثر مانگا کرتے تھے۔(صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء و التوبۃ باب فضل الدعاء باللھم اتنا فی الدنیا حسنۃ ...... حدیث 6736-6735)

یہ دعا ایسی ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرتے ہوئے جہاں ایک مومن کو اس دنیا میں آگ کے عذاب سے بچاتی ہے وہاں اس عمل کی وجہ سے جو ایک مومن ان حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتا ہے اگلے جہان میں بھی اُسے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھتی ہے۔اس دنیا میں بھی انسان عَذَابَ النَّار سے گزرتا ہے۔کئی قسم کے دکھ ہیں۔حسرتیں ہیں۔مختلف قسم کی مصیبتیں ہیں۔جنگیں ہیں۔یہ سب عَذَابَ النَّار ہی ہیں۔آگ کے عذاب ہی ہیں۔

آجکل دیکھیں پاکستان میں، افغانستان میں اور بعض دوسرے ممالک میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔اب گزشتہ دنوں کراچی میں ہی جو آگ لگی ہے وہ ان متاثرین کے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے عَذَابَ النَّار ہی ہے اس آگ نے پوری ملک کی معیشت کو تباہ کر دیا۔صرف ایک شہر کی معیشت تباہ نہیں ہوئی۔کھربوں کا نقصان ہوا ہے۔پس آگ کے جو عذاب ہیں وہ اس دنیا میں بھی انسان کے ساتھ ہیں اور اس کے لئے انسان کو پناہ مانگنی چاہئے اور اگر انسان تقویٰ سے عاری ہے، نیک اعمال نہیں۔اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی نہیں۔تو ایسے لوگوں کے لئے پھر اللہ تعالیٰ کے بڑے انذار ہیں۔پس جب انسان دعا کرتا ہے تو حسنات مانگنے کے ساتھ فوراً تقویٰ کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔اپنے آپ کو ہر ایسے کام میں ملوث ہونے سے بچانے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے جس کے نتائج بُرے ہوں اور اس طرف بھی توجہ ہونی چاہئے کہ مَیں اپنے کسی مخفی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حسنہ سے محروم نہ رہ جاؤں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ" توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے۔اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا و دین دونو سنور جاتے ہیں۔اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونو میں آرام اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔

دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار (البقرۃ:202)۔اے ہمارے ربّ ہمیں اس دنیا میں بھی آرام اور آسائش کے سامان عطا فرما۔اور آنے والے جہان میں آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دیکھو دراصل رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اَور ربّوں کو جو اُس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس ربّ کی طرف آیا ہے۔اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے ربّ ہوتے ہیں۔اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اُس کے رَبّ ہیں۔اگر اسے اپنے حُسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اُس کا ربّ ہے۔غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔جب تک اُن سب کو ترک کر کے اُن سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی ربّ کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی ربّ کو نہیں سمجھا۔پس جب ایسی دلسوزی اور جاں گدازی سے اُس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اُسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصلی اور حقیقی ربّ تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔اب مَیں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔

غرض بجز اس کے خدا کو اپنا ربّ بنانا مشکل ہے جب تک انسان کے دل سے دوسرے ربّ اور اُن کی قدر و منزلت وعظمت و وقار نکل نہ جاوے تب تک حقیقی ربّ اور اس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اٹھاتا"۔

پھر فرمایا" بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارہ مشکل ہے۔بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہی کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقع بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے اُس کا رزق آسکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اُن کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟'' (اپنے حیلوں کو اپنے بہانوں کو اپنے ذرائع کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں ان کی پھر توجہ دعا کی طرف بھی نہیں ہوتی)۔'' دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس در کے نہ ہو۔ اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا اٰتِنَافِی الدُّنْیا حَسَنَۃً ......الخ ایسی دعا کرنا صرف انہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں۔ اور ان کو یقین ہے کہ ان کے ربّ کے سامنے اَ ورسارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں''۔

فرمایا کہ: '' آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، حُزن، فقروفاقے، امراض، ناکامیاں، ذلّت و ادبار کے اندیشے۔ ہزاروں قسم کے دکھ۔ اولاد۔ بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں اُلجھن۔ غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ144-145۔ جدید ایڈیشن)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک بڑا جامع قسم کا اقتباس ہے۔ اَور بھی بہت سارے ہیں لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس کس طرح انسان کو مشکلات آتی ہیں اور اس دعا کا کیا مقصد ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے، ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے انسان کو دعا کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دنیا و آخرت کے حسنہ سے نوازتا رہے۔ دنیوی اور اخروی ہر قسم کے آگ کے عذاب سے ہمیں بچائے۔ نیکیوں پر قدم مارنے کی توفیق دے اور یہ سال بھی اور آئندہ آنے والا ہر سال بھی جماعت کے لئے، افراد جماعت کے لئے ہر قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھتے ہوئے ہر قسم کی حسنہ لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حقیقی رنگ میں تقویٰ پر چلتے ہوئے اس نور سے حصہ پاتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

تھائی (Thai) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

تھائی زبان تھائی لینڈ کی قومی اور آفیشل زبان ہے۔ تھائی لینڈ کے علاوہ شمالی ملائشیا، کمبوڈیا، جنوبی میانمار اور لاؤس (Laos) میں بھی اس زبان کے بولنے والے کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق 60 سے 64 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

تھائی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے کام کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں 1996ء میں ہوا۔ آپ نے اس وقت کے صدر جماعت احمدیہ تھائی لینڈ مکرم رفیق چانن صاحب کو تھائی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروانے کے لئے ہدایات ارشاد فرمائیں۔ تھائی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم Uung Kurnia صاحب ایم بی اے، ایم ایڈ کو حاصل ہوئی جو جماعت احمدیہ تھائی لینڈ کے موجودہ صدر اور مبلغ سلسلہ ہیں۔ آپ کی معاونت مقامی تھائی دوست مکرم جمعہ خان (Juma Khan) صاحب نے کی جو جماعت کے معلم ہیں۔ ترجمہ کے لئے حضرت ملک غلام فرید صاحب کی مرتبہ One Volume Short Commentary کو سامنے رکھا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ قرآن اور انڈونیشین ترجمہ قرآن کریم، تفسیر صغیر، تفسیر کبیر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے درس قرآن سے بھی استفادہ کیا گیا۔ تھائی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ خاصا مشکل کام تھا کیونکہ بہت سی اسلامی مذہبی اصطلاحات کے لئے تھائی زبان میں کوئی موزوں الفاظ نہیں تھے اور تھائی زبان نے بہت کم غیر زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمویا ہے۔ یہ ترجمہ کئی مسلمان علماء اور بدھسٹ ماہرین زبان سے بھی چیک کروایا گیا۔

تھائی ترجمہ قرآن تین حصوں میں طبع ہوا۔ پہلے دس پاروں کی طباعت 1999ء میں دوہزار کی تعداد میں ہوئی۔ اس کی دوسری جلد جو گیارھویں سے بیسویں پارہ کے ترجمہ پر مشتمل ہے اس کی طباعت 2005ء میں ہوئی اور اس کے ایک ہزار نسخے طبع ہوئے۔ تیسری اور آخری جلد جو اکیسویں سے تیسویں پارہ کے ترجمہ پر مشتمل ہے جون 2008ء میں طبع ہوئی اور اس کی بھی ایک ہزار کاپیاں طبع کی گئیں۔

پہلی دو جلدوں کی طباعت کا خرچ مرکز نے ادا کیا جبکہ تیسری جلد کی طباعت کے اخراجات میں ایک حصّہ مکرم چوہدری منیر نواز صاحب آف پاکستان نے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ ناروے کے تحت
جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد

(چوھدری افتخار حسین اظھر۔ جنرل سیکرٹری جماعت ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15/نومبر 2009ء کو جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کے لئے شہر کے وسط میں کرایہ پر ہال لیا گیا تھا۔

سب سے پہلے مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ نے جلسۂ مذاہب کا تعارف پیش کیا اور بتایا کہ اس جلسہ کا موضوع ''میرے مذہب میں عصر حاضر کے معاشی مسائل کا حل'' ہے۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے نارویجین ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کے انعقاد کا تاریخی پس منظر پیش کیا۔

ہری کرشنا کے نمائندہ نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم، سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام نے سوسائٹی میں مالی بحران کو جنم دیا۔ آپ نے بتایا کہ انسان کی استعدادِ کار کی بنیاد پر اگر تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق ڈالا جائے تب بھی معاشی بدحالی پیدا ہوتی ہے اور معاشی نظام منجمد ہوجاتا ہے اور بیروزگاری بڑھتی ہے۔

عیسائی مذہب کے نمائندہ نے دعوت کا شکریہ ادا کیا اور اس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس دفعہ عنوان بڑا دلچسپ ہے اور مشکل بھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ کئی سالوں سے اس جلسہ میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماں باپ خدا تعالیٰ کا پرتو ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پیدا کی ہے اور وہی اس کے معاملات کا علم رکھتا ہے اور انصاف کرنے والا ہے۔ انہوں نے تورات کے حوالے پیش کئے اور اپنے عقائد کا اظہار کیا کہ عیسیٰؑ صلیب پر فوت ہوئے اور اس وجہ سے عیسائی عقیدہ کے لوگ معاف کردیئے گئے لیکن خود ہی کہا کہ زلزلے، سونامی اور دیگر عذاب جو انسانوں پر آتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا دخل نہیں۔ طاقت، اخلاق اور سرمایہ کا استعمال غلط طریقہ سے کیا جائے تو معاشی بدحالی جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ملکی معاشیات، عالمی معاشیات اور انفرادی معاشی حالت میں اعتدال سے کام لیا جائے تو مالی بحران سے بچا جاسکتا ہے۔

مکرم نوراحمد صاحب بولستاد نمائندہ اسلام احمدیت نے اپنی تقریر کا آغاز قرآنی حوالوں سے کیا۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کی تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ اگر اسلام کی پیش کردہ تعلیم پر عمل کیا جائے تو معاشی بدحالی سے بچا جاسکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ معاشی بدحالی کی وجہ خود انسانوں کی پیدا کردہ ہے۔

آپ نے قرآن کے حوالہ سے بتایا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں وہ مالی بحرانوں میں کبھی مبتلا نہیں ہوتے اور یہی ایک حل ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ آپ نے کہا کہ اسلام میں زیادہ مال رکھنے والوں پر واجب کردیا گیا ہے کہ وہ مستحق لوگوں کی مدد کریں۔ اسلام کے مالی نظام کے متعلق بتایا کہ یہ سرمایہ دارانہ نہیں اور نہ ہی اشتراکی ہے اور نہ ہی سوشلسٹ ہے بلکہ خالصتاً اسلامی ہے۔

تقاریر کے آخر پر نمائندگان مذاہب اور مہمانان کرام کی خدمت میں چائے کافی و دیگر لوازمات پیش کئے گئے۔ وقفہ کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران تمام نمائندگان سے مالی بحران سے متعلق مختلف سوالات پوچھے گئے۔

سکھ مذہب کے نمائندہ نے بتایا کہ منصب کا برابر ہونا معاشی بدحالی سے بچا جاسکتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ اسلام اور عیسائیت سودی نظام کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے۔

دونوں نمائندگان نے اپنی اپنی تعلیم کے مطابق جواب دیا۔ مکرم نوراحمد بولستاد صاحب نے بتایا کہ بیت المال کا ذکر اسلام میں ملتا ہے جس سے ضرورت مند کی حاجات پوری ہوسکتی ہیں۔ سکھ نمائندہ نے بتایا کہ سُود اتنی بُری چیز نہیں لیکن اس میں جبر کا پہلو ناپسندیدہ ہے۔

سکھ نمائندہ نے بتایا کہ جنگ اور Crisis لازم وملزوم ہیں۔ اگر ہم سب اکٹھے ہوکر کام کریں تو اِن مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ مکرم نوراحمد صاحب نے بتایا کہ ہم اس دور میں رہ رہے ہیں جہاں طاقت کے حصول کے لئے کوششیں ہورہی ہیں۔ یہ بھی Crisis کی ایک وجہ ہے۔

آخر پر مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

دُعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

یہاں سے آگے شہر Pforzheim کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں ''مسجد بیت الباقی'' کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔ قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد تین بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Pforzheim شہر پہنچے جہاں مقامی جماعت نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُر تپاک خیر مقدم کیا۔ آج اس جماعت کے نصیب جاگ اٹھے تھے۔ یہ اپنی خوش قسمتی پر پھولے نہ سماتے تھے۔ آج پہلی بار ان کا پیارا آقا ان کے ہاں رونق افروز ہوا تھا۔ مرد حضرات نعرے بلند کر رہے تھے اور بچیاں استقبالیہ گیت پیش کر رہی تھیں۔ خواتین اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں محبت وفدائیت کا اظہار کر رہا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے لوکل امیر اور جماعت Pforzheim کے صدر نے حضور انور کا استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ایک واقف نو بچے عزیزم تفرید احمد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ ایک بچی عزیزہ فیضیہ رحمٰن نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبران مجلس عاملہ جماعت Pforzheim کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مارکی میں تشریف لے گئے۔ مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکی لگائی گئی تھیں۔

سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم اکرم صاحب نے مع اردو ترجمہ پیش کی۔ بعد ازاں فضل احمد صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور بتایا کہ صوبہ Baden-Wurttemberg میں Pforzheim کا شہر ایک لاکھ بیس ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے اور زیورات اور گھڑی سازی کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس شہر کو "Golden City" بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ شہر 83 فیصد تباہ ہو گیا تھا۔ اسے نئے سرے سے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا۔

اس شہر میں جماعت کا قیام 1984ء میں ہوا اور ممبران جماعت کے اعلیٰ حکام کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ یہاں مقامی جماعت کی مالی قربانی سے مارچ 2008ء میں جماعت کو تین لاکھ 50 ہزار یورو کی لاگت سے 2000 مربع میٹر کا قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ فروری 2006ء سے زمین کے حصول کی کوشش شروع ہوئی اور بالآخر دو سال بعد مارچ 2008ء میں کامیابی عطا ہوئی۔ اس شہر کے میئر اور کونسل کے ممبران نے اس قطعہ زمین کے حصول کے لئے جماعت کی بہت مدد کی اور ہر طرح ساتھ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

پلاٹ خریدنے کے بعد ہمسایوں نے لوکل کورٹ میں مسجد کی تعمیر کے خلاف اپیل دائر کی۔ کورٹ نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیا۔ اب یہاں جو مسجد تعمیر ہوگی اس میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں اور 170 نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ گنبد بھی ہوگا اور دس میٹر بلند مینارہ بھی تعمیر ہوگا۔ اس کے علاوہ دفاتر اور کچن اور 22 گاڑیوں کی پارکنگ کی سہولت بھی حاصل ہوگی۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد چار بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

مسجد بیت الباقی کے سنگ بنیاد کی تقریب پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ کہ آپ کی جماعت کو یہاں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ مساجد جو عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں مسلمانوں میں خاص طور پر اس کی بڑی اہمیت ہے لیکن بدقسمتی سے بعض مسلمان ملکوں کے رویے اور عمل کی وجہ سے ان عبادتگاہوں کو دوسروں کی نظر میں ایسا سمجھا جاتا ہے جس طرح کوئی دہشتگردی کا اڈہ ہو۔ جیسا کہ تلاوت میں آپ نے سنا یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اُس گھر کی اتباع میں یا اس طرز پر بنایا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر تھا اور پھر اس کی تعمیر دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیاں قبول کرے اور اس گھر کو امن کا گہوارہ بنائے۔ ہماری نسلوں کے لئے بھی اور بعد میں آنے والوں کے لئے۔ سب کے لئے اور بڑے درد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ تُو سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے تو ہمارے عمل کو دیکھ رہا ہے۔

ہماری یہ قربانی جو ہم نے تیری خاطر کی ہے یہ معمولی قربانی ہے۔ لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ تُو اس کو قبول فرمائے گا اور جو ہمارے دل میں ہے اس کو پورا فرمائے گا۔ اور وہ جو قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ نے کی وہ کوئی معمولی قربانی نہیں تھی۔ بے آب وگیاہ جگہ میں جہاں کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں تھا وہاں جا کے وہ قربانی دی۔ اس بچے نے اپنے آپ کو اپنے گلے پر چھری پھروانے کے لئے تیار کیا اور باپ نے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار کیا اور بیٹے نے اپنی قربانی دی تو یہ قربانیوں کے باوجود اصل قربانی تو وہ تھی جو جنگل میں بغیر کسی خوراک کے رہے۔ اس قربانی کے باوجود یہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری جو معمولی قربانی ہے اس کو قبول کر۔ تُو سننے والا بھی ہے اور دیکھنے والا بھی ہے۔ ہماری دعا سن اور تُو جانتا ہے اور علم رکھتا ہے کہ ہم نے تیری رضا کی خاطر یہ ساری قربانیاں کیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور پھر کئی ہزار سال بعد جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ پھر ایک نئے سرے سے خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام دنیا کو ملنے لگا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی اور اللہ نے پہلے سے ہی آپ کو اطلاع دے دی تھی، اس کے مطابق ایک اندھیرا زمانہ آیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی توحید کا قیام چاہتا تھا اور چاہتا ہے اور پھر اس کے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور پھر ایک نیا دور شروع ہوا اس توحید کے قیام کا، جس کی ابتداء اسلام کی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ ابتداء تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے سے ہے۔ لیکن اسلام کی تاریخ میں جو جانا جاتا ہے وہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد اس توحید کا قیام شروع ہوا اور یہ مساجد جو ہیں اس کی اتباع میں بنائی جا رہی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو اور امن اور سکون قائم کرنے کی خاطر۔ یہاں وہ لوگ جمع ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہیں، غیروں کو یہ بتانے والے بھی ہیں کہ ہم صرف آپس میں ہی محبت کرنا نہیں جانتے بلکہ ہماری مساجد سے محبت کے پیغام نشر ہوتے ہیں۔ ان محبت کے پیغاموں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا کے امن کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

پس یہ سوچ ہے جو ہماری مساجد کی تعمیر کی سوچ ہے۔ اور اس سوچ کو لے کر آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر کرنی ہے اور جوں جوں اس کی تعمیر ہوتی چلی جائے توں توں ان لوگوں پر بھی ظاہر ہوتا چلا جائے کہ یہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ان کے مزاج پہلے سے بھی بہتر ہو رہے ہیں اور جب انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر مکمل ہوگی تو پھر مزید ان پہ روشن ہو جائے گا، لوگوں پہ، علاقہ کے لوگوں پہ، ارد گرد کے ماحول پہ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صحیح امن اور محبت اور پیار اور بھائی چارہ پھیلانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید کا کام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا جرمن ترجمہ مکرم حبیب اللہ طارق صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الباقی'' کے سنگ بنیاد کے لئے مارکی سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے سنگ بنیاد کے طور پر پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے دوسری اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد درج ذیل جماعتی عہدیداران اور واقفین نو بچوں کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت عطا ہوئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن، مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصار اللہ، مکرم حافظ مظفر عمران صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرمہ امتہ الحیٔ احمد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ، مکرم نوید Wiechmaan صاحب نمائندہ سو مساجد، مکرم مبارک احمد مہار صاحب لوکل امیر Karlsruhe، مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب لوکل زعیم اعلیٰ انصار اللہ، مکرم شبیر احمد صاحب زونل قائد خدام الاحمدیہ، مکرمہ امتہ الحفیظ قمر صاحبہ لوکل صدر لجنہ اماء اللہ، مکرم سلیم احمد شاہد صاحب صدر حلقہ Pforzheim، مکرم مبشر احمد صاحب صدر حلقہ Bruchsal، مکرم محمود احمد صاحب صدر حلقہ Karlsruhe، عزیزم حاشر احمد واقف نو، عزیزہ ایمن عزیز واقفہ نو۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت کی طرف سے تمام مہمانوں اور احباب جماعت کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

میڈیا کے نمائندگان کا انٹرویو

اس موقع پر مقامی میڈیا کے نمائندوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ ملک سوئٹزرلینڈ میں میناروں کے خلاف ریفرنڈم کروانے کے تعلق میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر مینار کے معنی لغت (ڈکشنری) میں دیکھیں تو یہ ایک روشنی کی علامت ہے۔ مراد روشنی کا مینار ہے۔ لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا اگر مسلمان دہشتگردی کر رہے ہیں تو میناروں پر پابندی لگانے سے دہشتگردی ختم ہو جائے گی۔ جو دہشتگردی ہوتی ہے وہ مسجد میں ہوتی ہوگی میناروں کے اوپر بیٹھ کر نہیں ہوتی۔ کیا مینارہ نہ بنانے سے اور اس کی تعمیر کی اجازت نہ دینے سے دہشتگردی ختم ہو جائے گی؟

ریفریشمنٹ اور اس دوران انٹرویو کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے ایک دفعہ پھر خیر مقدمی گیت پیش کئے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق چار بج کر پچاس منٹ پر یہاں سے بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے فرینکفرٹ کا فاصلہ 170 کلومیٹر ہے۔ پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح فرینکفرٹ میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

سات بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد بیت الباقی کے سنگ بنیاد کی خبر کی پریس کوریج

مسجد بیت الباقی کے سنگ بنیاد کی خبر مقامی اخباروں میں شائع ہوئی۔

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

✿……یہاں کے ایک مقامی ریجنل اخبار "Pforzheimer Zeitung" نے اپنی ویب سائٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر دی۔

✿……اسی طرح "Pforzheimer Kurier" اور صوبائی اخبار "Suddeutsche Zeitung" نے بھی مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر شائع کی۔

17؍دسمبر 2009ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سات بج کر بیس منٹ پر مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

دوپہر ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادئیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج Kolon ریجن، جماعت گاگے ناؤ اور فرینکفرٹ ریجن کی جماعتوں کے 20 خاندانوں کے 83 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواستیں کیں، اپنے مسائل اور مشکلات پیش کر کے حضور انور سے رہنمائی لی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے اور ہر فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ یہ چند منٹ کی ملاقاتیں اور یہ تصویریں ان خاندانوں کی ساری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ نہ صرف ان کے لئے بلکہ ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان لمحات کو سنبھال کر رکھیں گی اور قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ بہت سے بچوں نے اپنے گھروں میں چاکلیٹس کے اوپر لپٹا ہوا کاغذ سنبھال کر رکھا ہوا ہے کہ یہ ہمارے لئے یادگار رہے۔ یہ چاکلیٹ ہمیں حضور انور نے عطا فرمائی تھی۔ اللہ یہ سعادتیں ان سب کے لئے مبارک فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سوا چھ بجے تک جاری رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ جرمنی کی کلاس

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز MTA سٹوڈیو تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء کا حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک پروگرام تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم باسل احمد بھٹی نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم منیب احمد صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں افتخار احمد صاحب نے آنحضرت ﷺ کی درج ذیل حدیث مبارکہ مع ترجمہ پیش کی۔

''حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا''۔

اس کے بعد عزیزم ارسلان احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''رسالہ الوصیت'' سے قدرت ثانیہ کے مضمون پر مشتمل اقتباس پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم کمال احمد نے خوش الحانی کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

پیش کیا۔

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ﷺ'' کے عنوان پر بلال اکبر چوہدری صاحب نے تقریر پیش کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلال اکبر صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ تقریر کس نے تیار کی ہے۔ بلال صاحب نے بتایا کہ والد محترم چوہدری مقصود الرحمٰن صاحب نے فرانس سے تیار کر کے بھجوائی ہے۔ حضور نے فرمایا یہاں جامعہ سے جانے والی ایک رپورٹ میں ذکر تھا کہ طلباء کو یہ ٹریننگ دی جا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا انڈیکس دیکھ کر اور حوالے نکال کر اپنے مضامین اور تقاریر لکھا کریں۔ طلباء کو ٹریننگ دیں اور ان سے مختلف عناوین پر مضامین لکھوائیں۔ صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر مضامین لکھوائیں۔

اردو زبان سکھانے والے انچارج استاد نے بتایا کہ طلباء سے مضامین لکھوائے جاتے ہیں اور انہیں ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ اچھا لکھنے والوں کو انعام بھی دیا جاتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انعام دینے کے لئے اپنی ذات پر بوجھ نہ ڈالا کریں۔ پرنسپل صاحب سے لیا کریں۔

بعد ازاں ''خلافت کی اہمیت و برکات'' کے عنوان پر سلمان احمد صاحب نے تقریر کی۔ سلمان احمد صاحب نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ یہ تقریر اردو زبان کے استاد نے تیار کر کے دی ہے۔

آخر پر طلباء کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں ترانہ پیش کیا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

گلشن میں شور ہے بپا تازہ بہار کا
موسم پھر آ گیا ہے نئے قول و قرار کا
آیا ہے بادشاہ سریرِ مسیح پر
بن کر نشان قدرت پروردگار کا
پہنائی اس نے تجھ کو خلافت کی یہ عبا
ہم سب تیرے غلام، تو محبوب یار کا
جو حکم ہو وہ نذر گزاروں مَیں سیدی
اپنا تو کچھ نہیں ہے تیرے جان نثار کا

یہ ترانہ پیش کئے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اساتذہ کرام سے باری باری دریافت فرمایا کہ وہ کیا پڑھاتے ہیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کے تمام طلباء سے باری باری ان کا تعارف حاصل کیا کہ پاکستان سے کس علاقہ سے ہیں۔ والد کا نام کیا ہے۔ باہر کے ملک آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے۔ نیز حضور انور نے طلباء سے یہ بھی دریافت فرمایا کہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ان کا کوئی عزیز ہے جس پر بعض طلباء نے بتایا کہ فلاں فلاں طلباء ان کے عزیز ہیں۔

اس تعارف کے بعد درجہ ممہدہ، درجہ اولیٰ اور اساتذہ کرام نے علیحدہ علیحدہ گروپس کی صورت میں تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اس طرح یہ کلاس سوا سات بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعد ازاں MTA جرمنی کے کارکنان نے اجتماعی طور پر حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ کی طرف جاتے ہوئے کچھ وقت کے لئے ''بیت السبوح'' کے کچن میں تشریف لے گئے اور کچن کا معائنہ فرمایا۔ کچن کے کارکنان نے حضور انور کے ساتھ گروپ کی صورت میں تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت السبوح'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

جامعہ احمدیہ گھانا کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کا انعقاد

(رپورٹ: حمید اللہ ظفر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ احمدیہ گھانا کو مؤرخہ 27 دسمبر 2009ء کو اپنی سترھویں سالانہ تقریب تقسیم انعامات و سندات منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ اس تقریب کی اہمیت کے پیش نظر جامعہ احمدیہ کو خوبصورت جھنڈیوں، بینرز اور آرائشی گیٹ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان 17 ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے تھے جن سے تعلق رکھنے والے طلباء جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم الحاج مولوی محمد یوسف یاؤسن صاحب نائب امیر اوّل و قائمقام امیر و مشنری انچارج گھانا تھے۔ تقریب کے باقاعدہ آغاز سے قبل مہمان خصوصی نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام ''حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی'' سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے تفصیلاً سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ کے چند نکات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

اس وقت جامعہ احمدیہ گھانا میں 17 ممالک کے 147 طلباء زیر تعلیم ہیں جنہیں کل 12 مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ امسال جامعہ احمدیہ سے کل 35 طلباء اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میدان عمل میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح جنوری 2010ء سے شروع ہونے والے نئے تعلیمی سال کے لئے جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے نئے طلباء کے داخلے مکمل ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک۔

طلباء کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے مجلس علمی و ارشاد کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔ اس شعبہ کے تحت دوران سال چھ علمی مقابلے جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء کے درمیان بطور انفرادی مقابلہ جات کے کروائے گئے علاوہ ازیں تین کوئز پروگرام گروپس کے مابین منعقد ہوئے اور مختلف مواقع کی مناسبت سے سیمینارز اور جلسے منعقد کئے گئے۔ طلباء کی جسمانی صلاحیتوں کو صیقل کرنے کے لئے شعبہ کھیل ہے جس کے تحت دوران سال کل اکیس انفرادی و اجتماعی ورزشی مقابلے کروائے گئے۔

صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے جامعہ احمدیہ کا دوسرا سووینیر جو کہ صد سالہ خلافت جوبلی کے جلسہ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گھانا تشریف آوری اور سارے دورہ کی مکمل تفصیل پر مشتمل ہے تیار کرنے کی سعادت ملی۔

جون 2009ء میں جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام دوسری نیشنل تعلیم القرآن کلاس کا کامیابی سے انعقاد ہوا جس میں ملک بھر سے 50 طلباء نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ طلباء جامعہ احمدیہ کو نیشنل شوریٰ اور اجتماع خدام الاحمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی اور امسال جون میں پہلے سمسٹر کے اختتام پر طلباء جامعہ اور رمضان المبارک میں مدرسۃ الحفظ کے طلباء وقف عارضی کے لئے ملک کی مختلف جماعتوں میں گئے۔ الحمدللہ

پرنسپل کی سالانہ رپورٹ کے بعد جامعہ کے پانچ طلباء نے کورس کی شکل میں نہایت خوش الحانی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ فی مدح حضرت رسول مقبول ﷺ (یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ) پیش کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی مکرم الحاج مولوی محمد یوسف یاؤسن صاحب نائب امیر اوّل و قائمقام امیر و مشنری انچارج گھانا نے علمی اور ورزشی مقابلوں میں پوزیشنز لینے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ بعدہ مہمان خصوصی نے امسال جامعہ احمدیہ گھانا سے فارغ التحصیل ہونے والے 35 طلباء کو ڈپلومہ سرٹیفیکیٹس عطا کئے۔ اس کے بعد سپاسنامے پیش کئے گئے اور پھر جامعہ کے ایک طالب علم عزیزم عبد الغفور سعید صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دعائیہ منظوم کلام: ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' ترنم سے پیش کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور اختتامی دعا کروائی۔ پھر فوٹو سیشن ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد جملہ مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس طرح الحمدللہ جامعہ کی سالانہ تقریب انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس تقریب میں نیشنل مجلس عاملہ کے چند ارکان، نیشنل صدر مجلس انصاراللہ، نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ، بعض مشنریز، ڈاکٹرز، اکرافو چیفس و دیگر احباب جماعت، مرکزی اسٹاف کی فیملیز اور امسال فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کے والدین اور عزیز و اقارب بھی تقریب میں شامل ہوئے۔

✿✿✿✿✿✿

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملّی خدمات

تحریک خلافت کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ ربوہ)

تحریک خلافت کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی راہنمائی

قوموں کی زندگی میں اکثر ایسے موڑ آتے ہیں جب جذبات بھڑکے ہوتے ہیں اور طبیعتوں میں ایک جوش ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر قوم کے خیر خواہ افراد اور قائدین کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اس جوش کو مثبت سمت میں لے کر جائیں۔ جس سمت میں وہ اپنے مقاصد بھی حاصل کریں اور نقصان بھی کم سے کم برداشت کرنا پڑے۔ اور اس سمت میں سفر کرنے سے روکیں جس پر چلنے سے محض وقتی جوش کے ہاتھوں قوم کو بے مقصد نقصانات کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

تحریک خلافت ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس موقع پر ایک راہنمائی حضرت مصلح موعودؓ نے بھی فرمائی اور کئی سعید لوگوں نے اس راہنمائی کو قبول بھی کیا۔ لیکن بہت سے قائدین نے اس کے برعکس خیالات کا اظہار بھی کیا اور ایک بھاری تعداد نے ان کا اثر قبول کیا۔ کئی لوگوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی کی اس وقت مخالفت بھی کی اور اس کی پاداش میں احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بھی بنایا۔ اب جب کہ تمام تاریخی واقعات ہمارے سامنے ہیں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ صحیح راہنمائی کس کی تھی؟

پہلی جنگِ عظیم کے دوران ترکی کی سلطنتِ عثمانیہ جس کے تحت اس وقت شام، عراق، فلسطین، لبنان اور حجاز کے عرب ممالک بھی آتے تھے جرمنی کی اتحادی بن کر میدانِ جنگ میں کود پڑی۔ اس وقت ہندوستان کے لاکھوں مسلمان برطانوی فوج میں شامل ہو کر میدانِ جنگ میں گئے تھے اور ترکی کی افواج سے بھی لڑے تھے۔ اور اس جنگ کے دوران مسلم لیگ نے بھی انگریز حکومت کی حمایت کا اعلان کیا تھا۔ لیکن جنگ کے خاتمہ کے بعد ایک اور صورت سامنے آنے والی تھی۔

جنگِ عظیم اوّل میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو کامیابی ہوئی اور جرمنی اور ترکی سمیت اس کے اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد اس قسم کے آثار واضح نظر آنے لگے کہ باقی مفتوحین کی نسبت ترکی کو زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ سلطنتِ عثمانیہ کی سلطنت کی حیثیت ختم ہو رہی تھی کیونکہ اس کے ماتحت عرب علاقوں میں علیحدگی کی تحریک زور پکڑ چکی تھی۔ یہ نظر آ رہا تھا کہ یہ عرب علاقے جن میں حجاز کا علاقہ بھی شامل تھا اب سلطنتِ عثمانیہ کے ماتحت نہیں رکھے جائیں گے۔ اور بہت سے یورپی شہر جو ترکی کے ماتحت تھے ان کے علیحدہ کئے جانے کے آثار بھی نظر آنے لگے تھے۔ یہ اعلان بھی کیا جا رہا تھا کہ اب سلطنتِ عثمانیہ کے خلیفہ کی حکمرانی محض آئینی سربراہِ مملکت ہونے تک محدود رہ جائے گی۔

لازماً ہندوستان کے مسلمانوں میں ترکی کے لئے ہمدردی پائی جاتی تھی اور اس مرحلہ پر انہیں ان معاملات پر تشویش ہونی شروع ہوئی۔ وہ چاہتے تھے کہ ترکی اور سلطنتِ عثمانیہ سے اس سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اور اس ہمدردی نے جلد ہی ایک مضبوط تحریک کا رنگ اختیار کرنا شروع کیا اور اس کی طرز اور ان مطالبات کے خدوخال بھی جلد واضح ہو کر سامنے نظر آنے لگے۔

دسمبر 1918ء میں دہلی میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا اور یہ پہلی مرتبہ تھا کہ مسلم لیگ کے اجلاس میں علماء حضرات شامل ہوئے تھے۔ اس اجلاس میں خلافتِ عثمانیہ کے حق میں تقاریر کی گئیں اور قرارداد بھی منظور کی گئی کہ ترکی کے سلطان ہی وہ واحد شخص ہیں جو کہ خلیفۃ المسلمین کہلائے جا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ شریف مکہ ہرگز خلیفۃ المسلمین نہیں کہلا سکتا۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 5,compiled by Shan Muhammad, published byMenakshi Prakashan New Dehli-pp:245)

انجمنِ مویدِ اسلام، فرنگی محل لکھنو کے تحت 26ر جنوری 1919ء کو ایک اجلاس مولانا عبد الباری کی زیر صدارت ہوا۔ اس میں موجود علماء نے اس بات کا اعلان کیا کہ ترکی کے موجودہ سلطان محمد ہشتم (وحید الدین) ہی اسلامی عقائد کے مطابق خلیفہ ہیں اور اسلام کی رو سے غیر مسلموں کو اس مذہبی معاملہ میں دخل کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور اس اجلاس میں علماء نے یہ قرارداد بھی منظور کی کہ وہ برطانیہ کے بادشاہ سے وفادار ہیں اور ان سے لگاؤ رکھتے ہیں اور اس کی بنیاد وہ مذہبی رواداری اور آزادی ہے جو ان کی طرف سے دی گئی ہے۔ اور وہ حکومت کے انصاف پر اپنے اعتماد کی تجدید کرتے ہیں۔ اور اس اجلاس میں یہ مطالبہ بھی منظور کیا گیا کہ قسطنطنیہ اور تمام مقدس مقامات ترکی کے سلطان کے ماتحت ہی رکھے جائیں۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad,published byMenakshi Prakashan New Dehli- pp:5)

جنگ کے بعد جب مختلف فاتح طاقتیں مختلف قسم کے فیصلے کرنے کے لئے کانفرنس کر رہی تھیں تو جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی طرف سے برطانوی سیکریٹری برائے ہندوستان کو مطالبات پر مشتمل ایک خط بھجوایا گیا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ سلطنتِ عثمانیہ میں شامل مختلف علاقوں کو اختیارات اس سلطنت میں شامل ہوتے ہوئے دیئے جائیں نہ کہ اس سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔

(تحریکِ خلافت، مصنفہ ڈاکٹر میم کمال اوکے ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور 1991ء، صفحہ 94)

انہی دنوں پنجاب میں سیاسی فضا مکدر تھی اور رولٹ ایکٹ کی وجہ سے سیاسی فضا میں سخت تناؤ تھا۔ پھر لاہور اور امرتسر میں مارشل لاء لگا اور 18ر اپریل کو جلیانوالہ باغ کا واقعہ ہوا۔ جس میں فائرنگ سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ ان دنوں گاندھی جی بھی اپنی طرز پر ستیہ گرہ کی مہم چلا رہے تھے۔ لیکن 21ر جولائی کو گاندھی جی نے ستیہ گرہ کی مہم روک دی۔ اور 27ر اگست 1919ء کو گاندھی جی نے سیاسی منظر پر ایک اور پیش قدمی کی اور فرنگی محل کے مولوی عبد الباری صاحب کو لکھا کہ اب ہماری مشترکہ جدوجہد کا وقت آ گیا ہے۔

(Jinnah Reinterpreted,by Saad Al Khairi,Oxford University Press karachi,P480)

اس کے بعد ترکی کی سلطنتِ عثمانیہ اور ان کی حمایت میں چلنے والی تحریک خلافت ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوئی۔ جب یہ تحریک اس مرحلہ پر پہنچی تو فیصلہ کیا گیا کہ لکھنؤ میں ایک خلافت کانفرنس منعقد کی جائے۔ اور اس کے لئے پورے ہندوستان کے مسلمان رہنماؤں کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ اس کانفرنس کے انعقاد سے چند روز پہلے گاندھی جی نے بمبئی میں خلافت کے مسئلہ پر مسلمانوں کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ آپ کو خلافت کے تحفظ کے لئے اپنا آرام، اپنا سکون اپنی معیشت حتّٰی کہ اپنی زندگی بھی قربان کر دینی چاہئے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ ایک راہنما جو کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا بھی قائل نہیں تھا اسلام میں خلافت کے قائم رہنے کے لئے اتنی فکر مندی کا اظہار کر رہا تھا اور مسلمانوں کو یہ تلقین کر رہا تھا کہ آپ فوراً اپنا سب کچھ اس خلافت کے لئے قربان کر دیں۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad, published byMenakshi Prakashan New Dehli- pp:40)

بہر حال 17ر ستمبر 1919ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو ایک اعلان موصول ہوا جس پر ہندوستان کے بعض سر برآوردہ اصحاب کے دستخط بھی تھے کہ اس موقع پر سب مسلمانوں کو آواز بلند کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ سید ظہور احمد سیکریٹری مسلم کانفرنس کا خط بھی تھا جس میں حضور کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ حضور بیماری کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حضور کو اس کانفرنس میں جانے میں کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا تھا خود تو وہاں نہیں جا سکے لیکن حضور نے اس موقع کے لئے اپنا پیغام تحریر فرمایا جو کہ حضور کے نمائندے وہاں لے کر گئے۔ اس پیغام کے آغاز میں حضور نے تحریر فرمایا:

’’ترکوں کے مستقبل کا سوال ایک ایسا سوال ہے کہ جس سے طبعاً ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو دلچسپی ہونی چاہئے اور ہے۔ اور جب تک ان سے ہمدردی کرنی اور ان کی موافقت کرنی شریعت کے کسی اور حکم کے خلاف نہ آ پڑے ضروری اور لازمی ہے۔ اور جب تک ترک گورنمنٹِ برطانیہ سے برسرِ پیکار رہے مسلمانانِ ہند کی ایک کثیر تعداد ہتھیار بند ہو کر ان کے خلاف لڑتی رہی۔ اور شاید ہزاروں ترک مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ہوں گے۔ مگر یہ ان کا فعل اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ان کو ترکوں سے کسی قسم کا تعلق اور لگاؤ نہیں۔‘‘

چونکہ اس وقت اس تحریک کو چلانے والے اپنے مطالبات کو اس طرح پیش کر رہے تھے کہ چونکہ ترکی کے سلطان مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اس لئے مسلمان ان پر ہونے والی کسی زیادتی کو برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن اس طرز پر تحریک چلانے میں ایک بڑی خامی یہ تھی کہ مسلمانوں کے کئی فرقے مذہباً ترکی کے سلطان کو خلیفہ نہیں سمجھتے تھے اور اس طرح اس مسئلہ پر مسلمانوں کا ایک مشترکہ موقف سامنے آنے کی بجائے اس بات کا خدشہ تھا کہ ترکوں کی ہمدردی کرنے کی یہ کاوشیں ایک طبقہ تک محدود ہو جائیں گی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تحریر فرمایا:

’’پس اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام عالمِ اسلام ترکوں کے مستقبل کی طرف افسوس اور شک کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ان کی حکومت کا مٹا دینا یا ان کے اختیارات کو محدود کر دینا ان کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچائے گا۔ مگر اس کی یہ وجہ بیان کرنا کہ سلطانِ ترکی خلیفۃ المسلمین ہیں درست نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ان کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے مگر پھر بھی ان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک ایسے نازک وقت میں اسلام کی ظاہری شان و شوکت سخت خطرہ میں ہے۔ اس مسئلہ کو ایسے طور پر پیش کرنا کہ صرف ایک ہی خیال اور ایک ہی مذاق کے لوگ اس میں شامل ہو سکیں سیاسی اصول کے بھی برخلاف ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک معتد بہ حصہ شیعہ مذہب کے لوگوں کا ہے۔ اور سوائے بعض نہایت متعصب لوگوں کے تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ ترکوں سے ہمدردی رکھتا ہے مگر وہ کسی طرح بھی سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح اہلِ حدیث میں سے گو بعض لوگ خلافتِ عثمانیہ کے ماننے والے ہوں مگر اپنے اصول کے مطابق وہ لوگ بھی صحیح معنوں میں خلیفۃ المسلمین سلطان کو نہیں مانتے۔ ہماری احمدیہ جماعت تو کسی صورت میں بھی اس اصل کو قبول نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی قبل از وقت دی ہوئی اطلاعوں کے ماتحت آپ کی صداقت کے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اس زمانہ کے لئے مسیحِ موعود اور مہدی مسعود بنا کر مسلمانوں کی ترقی اور قیام کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور اس وقت وہی شخص خلافت کی مسند پر متمکن ہو سکتا ہے جو آپ کا متبع ہو۔ اور قریباً تمام کی تمام جماعتِ احمدیہ اس وقت اس عاجز کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر کے اس بات کا عملی ثبوت دے چکی ہے کہ وہ کسی اور خلافت کے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان تین فرقوں کے علاوہ اور فرقے بھی ہیں جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں لیکن خلافتِ عثمانیہ کے قائل نہیں۔ بلکہ خود اہلِ سنت والجماعت کہلانے والے لوگوں میں سے بھی ایک فریق ایسا ہے جو خلافتِ عثمانیہ کو نہیں مانتا ورنہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایک شخص کو رسول کریم ﷺ کا صحیح جانشین تسلیم کر کے وہ اس کے خلاف تلوار اُٹھاتے۔ پس اندریں حالات ایسے جلسہ کی بنیاد جس میں ترکوں کے مستقبل کے متعلق تمام عالمِ اسلامی کی رائے کا اظہار مدِ نظر ہو ایسے اصول پر رکھنی جنہیں سب فرقے تسلیم نہیں کر سکتے درست نہیں۔ کیونکہ اس سے سوائے ضعف و اختلال کے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا‘‘۔

’’میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہئے کہ ایک مسلمان کہلانے والی سلطنت کو جس کے سلطان کو مسلمانوں کا ایک حصہ خلیفہ بھی تسلیم کرتا ہے ہٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اس کا خیال بھی اسے گراں گذرتا ہے۔‘‘

تاریخ میں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کسی مقصد کے لئے وقتی جوش و خروش تو دکھایا جاتا ہے اور جلسے جلوس تو ہو جاتے ہیں لیکن چونکہ کام کو صحیح منصوبہ بندی سے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی صحیح صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نہ ہی اس کام کے لئے مطلوبہ استقامت دکھائی جاتی ہے اس لئے نہ صرف کوئی مثبت نتیجہ نہیں ظاہر ہوتا بلکہ الٹا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

چنانچہ اس پہلو کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے حضور نے تحریر فرمایا:

’’......اس مخلصانہ مشورہ کے بعد مَیں تمام احباب کرام سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ اس طرح اتفاق کے ساتھ ایک مقام پر کھڑے ہو کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں تو امید ہے کہ نہ صرف اس غرض کے لئے مفید

ہوجس کے لئے یہ جلسہ کیا گیا ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے بھی بہت سے بابرکت نتائج پیدا کرے۔تو یہ بات بھی آپ لوگوں کوخوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ بڑے کام بڑی محنت اور قربانی چاہتے ہیں۔حکومتوں کا فیصلہ جلسوں کے ساتھ نہیں ہوتا......''۔

''پس اس کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے آپ لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کام معمولی کام نہیں ہے۔ترکوں نے میدانِ جنگ میں شکست کھائی ہے اور اب وہ مغلوب و مفتوح قوم کی حیثیت میں ہیں۔ان پر فتح پانے والے ان کے مقبوضہ ممالک کو اپنا جائز حق سمجھتے ہیں اور ان کو آپس میں تقسیم کر لینا یا ان کی حکومت میں اپنے منشاء کے ماتحت تبدیلی کر دینا ان کے نزدیک عدل و انصاف کے بالکل مطابق ہے۔پس وہ قوم یا کسی فرقہ کے کہنے سے اپنے حقوق نہیں چھوڑ سکتے۔''

حضور نے اس امر کی نشاندہی فرمائی کہ یہ فیصلہ صرف برطانیہ کی مرضی سے نہیں ہونا بلکہ دوسری طاقتیں مثلاً امریکہ وغیرہ کی مرضی سے ہی کوئی فیصلہ ہونا ممکن ہے۔اس لئے خالی برطانیہ پر دباؤ ڈالنے سے کوئی نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

اس وقت ہندوستان میں یہ مطالبہ بھی کیا جارہا تھا کہ حجاز جہاں پر مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں وہ علاقہ ترکی کی سلطنت کے ماتحت رہنا چاہئے۔جب کہ دوسری طرف سلطنتِ عثمانیہ کے ماتحت عرب علاقوں میں رہنے والے عرب اب ترکی کے ماتحت رہنے کے لئے تیار نہیں تھے اور ان میں آزاد ہونے کی تحریک زور پکڑ چکی تھی۔اس اہم نکتہ کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے حضور نے تحریر فرمایا:

''دوسرا امر اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمان حکومت حجاز کا سوال بیچ میں سے بالکل اُٹھا دیں۔عربوں نے غیر اقوام کی حکومتوں کے ماتحت اپنی زبان اور اپنے تمدن کے متعلق جو کچھ نقصان اُٹھایا ہے وہ مخفی امر نہیں ہے۔اور ہر ایک شخص جو ان ممالک کے حالات سے آگاہ ہے اس امر سے واقف ہے۔اور پھر عربوں نے جو کچھ قربانی اس آزادی کے حصول کے لئے کی ہے وہ بھی چھپی ہوئی بات نہیں۔عرب کی غیرتِ قومی جوش مار رہی ہے اور اس کی حریت کی رگ پھڑک رہی ہے۔ انہیں اب کسی صورت میں ان کی مرضی کے خلاف ترکوں کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جاسکتا۔''

حضور نے مغربی قوتوں کو دلائل کے ساتھ ترکی کے بارے میں بہتر سلوک کے لئے ایک کونسل قائم کرنے کے لئے راہنمائی فرمائی:

''تیسری ضروری بات یہ ہے کہ مناسب مشورہ کے بعد اس غرض کے لئے ایک کونسل مقرر کی جاوے جس کا کام ترکی حکومت کی ہمدردی کو عملی جامہ پہنانا ہو۔صرف جلسوں اور لیکچروں سے کام نہیں چل سکتا، نہ روپیہ جمع کر کے اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے سے نہ انگلستان کی کمیٹی کو روپیہ بھیجنے سے بلکہ ایک باقاعدہ جدوجہد سے جو دنیا کے تمام ممالک میں اس امر کے انجام دینے کے لئے کی جاوے۔یہ زمانہ علمی زمانہ ہے اور لوگ ہر ایک بات کے لئے دلیل طلب کرتے ہیں۔پس ضروری ہے کہ اپنے مدعا کی تائید کے لئے دلائل جمع کئے جائیں......دلیل ایک دم میں کسی کے دل کو نہیں پھیرتی اس کے لئے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔گو یہ فرق ضرور ہے کہ تلوار چند محدود آدمیوں کے مقابلہ میں چلائی جاسکتی ہے۔لیکن دلیل ایک وقت میں کئی ہزار بلکہ لاکھ آدمی کے سامنے پیش کی جاسکتی ہے۔پس اس مشکل کام کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔اور اسی طرح سنجیدگی سے کام کرنا چاہئے جس طرح دوسری اقوام کر رہی ہیں۔''

اس کے بعد حضور نے یہ بات تفصیل سے بیان فرمائی کہ کس طرح مختلف مغربی ممالک میں اسلام کا غلط تاثر رائج ہوگیا ہے اور اس کے صحیح کرنے کے لئے ایک منظّم اور مسلسل کوشش درکار ہے۔

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 371 تا 381)

جس کانفرنس کے لئے یہ پیغام بھجوایا گیا تھا وہ 22/ستمبر 1919ء کو لکھنو میں منعقد ہوئی۔پورے ہندوستان سے پانچ ہزار مندوبین اس میں شامل ہوئے۔اس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ مسلمانوں کے خلیفہ کی روحانی حیثیت اس کی مادی طاقت اور اقتدار کے بغیر بے معنی ہے۔اور یہ قرارداد بھی منظور کی گئی کہ ترکی کے جو علاقے اس سے علیحدہ کرنے کے بارہ میں غور کیا جارہا ہے وہ علاقے اس سے علیحدہ نہ کئے جائیں۔17/اکتوبر کو خلیفہ کی عزت و وقار کا دن منایا جائے۔بمبئی میں موجود خلافت کمیٹی کو مرکزی حیثیت دی جائے اور پورے ملک میں اس کی شاخیں قائم کی جائیں۔

(تحریکِ خلافت، مصنفہ ڈاکٹر میم کمال اوکے ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور 1991ء، صفحہ 97)

ان قراردادوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان قراردادوں کی حمایت کرنے والوں کے نزدیک ان کے خلیفہ کی روحانی حیثیت اس وقت تک ہی تھی جب تک اسے اقتدار حاصل تھا۔اور اگر یہ اقتدار ختم کر دیا جاتا اس کی روحانی حیثیت بھی ختم ہوجاتی اور پھر وہی غلطی کی جارہی تھی کہ ترکی کے سلطان کو تمام عالمِ اسلام کے خلیفہ کے طور پر پیش کیا جارہا تھا۔ جب کہ نہ صرف جماعتِ احمدیہ اس نظریہ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی بلکہ کئی دوسرے فرقہ بھی ترکی کے بادشاہ کو اپنا خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس معاملہ کو اگر اس طرح پیش کیا جاتا تو ظاہر ہے مسلمانوں کے بہت سے گروہ اس کی مخالفت کرتے۔لیکن اب یہ تحریک زور پکڑ چکی تھی اور اس کو چلانے والے بہت سے عواقب کا اندازہ لگانے سے قاصر تھے جن کی طرف حضور نے نشاندہی فرمائی تھی۔

17/اکتوبر 1919 کو سلطنتِ عثمانیہ کے خلیفہ کے لئے دعاؤں کا دن منایا گیا اور ہندوستان بھر میں اس کے لئے اجتماعی دعائیں مانگی گئیں۔اور ان دعاؤں میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین کہا گیا اور مختلف مقامات پر جو دعاؤں کے جلسے ہوئے ان میں یہ مطالبہ بھی پیش کیا گیا کہ حجاز کا علاقہ اور مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ خلیفہ کے ماتحت رہنے چاہئیں۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad, published byMenakshi Prakashan New Dehilp p41-45)

اب ہندوستان کے مسلمان اس چیز کا مطالبہ کر رہے تھے جس کا انہیں حق نہیں تھا۔عرب ممالک ترکی کے سلطان کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں یا نہیں اس فیصلہ کا اختیار عرب ممالک کے مسلمانوں کو ہے نہ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو۔اور حضرت مصلح موعود نے تو پہلے ہی واضح فرمایا تھا کہ اب عرب ممالک کی علیحدگی کو ایک فیصلہ شدہ امر سمجھنا چاہئے کیونکہ اب عرب ترکی کے ماتحت رہنے کو تیار نہیں ہیں۔لیکن وقت پر اس مشورہ کی قدر نہیں کی گئی اور اس تحریک کو ایک لاحاصل نتیجہ کی طرف لے جایا گیا۔تاریخ گواہ ہے کہ ایسا نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔

نومبر 1919 میں اس تحریک کا ایک نیا رنگ ظاہر ہوا جو بہر حال قابلِ تشویش تھا۔اب گاندھی جی اس تحریک کے ایک نمایاں قائد کے طور پر ابھر رہے تھے۔حالانکہ اگر اس مسئلہ کو ایک مذہبی مسئلہ کے طور پر پیش کیا جارہا تھا اور یہ بات اس طرز پر پیش کی جارہی تھی کہ ترکی کے سلطان مسلمانوں کے خلیفہ ہیں تو پھر ایک مذہبی مسئلہ پر ایک ہندو راہنما کو اس تحریک کا راہنما بنانا ناقابلِ فہم تھا۔بہر حال 24/نومبر 1919ء کو دہلی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کا ایک جلسہ ہوا۔اس کے آغاز میں فضل الحق صاحب نے یہ قرارداد پیش کی کہ گاندھی جی کو اس جلسہ کا صدر بنایا جائے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس موقع پر ہندو مسلم اتحاد بہت ضروری ہے اور جو شخص دونوں گروہوں کا اعتماد رکھتا ہو اسے اس کا صدر ہونا چاہئے اور گاندھی جی سے زیادہ کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہیں ہوسکتا۔اور ان الفاظ پر فضا دادوتحسین کے نعروں سے گونج اُٹھی۔پھر ڈاکٹر انصاری صاحب نے اس قرارداد کی تائید کی اور کہا کہ اس وقت گاندھی جی سے زیادہ موثر شخصیت موجود نہیں ہے اور یہ بڑے اعزاز کی بات ہوگی اگر گاندھی جی اس میٹنگ کی صدارت کریں۔اور اس کے ساتھ انہوں نے گاندھی جی کی خدمات کو خراجِ تحسین بھی پیش کیا۔چنانچہ گاندھی جی کو اس میٹنگ کا صدر بنایا گیا۔ تمام حاضرین احترام میں کھڑے ہوئے اور گاندھی جی پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔اس عالم میں گاندھی جی نے اپنے خطبہ صدارت کا آغاز کیا۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad, published byMenakshi Prakashan New Dehli-p p:58)

اس منظر کو قاضی محمد عدیل عباسی اپنی کتاب تحریک خلافت کے صفحہ 154 پر یوں بیان کرتے ہیں:

''وقتِ مقررہ پر گاندھی جی ہال میں داخل ہوئے۔ سب لوگوں نے جے کارے لگائے اور سروقد کھڑے ہو گئے۔گاندھی جی کا استقبال کیا گیا۔خواجہ حسن نظامی، مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری، ڈاکٹر انصاری سیٹھ عبداللہ ہارون، جان محمد چھوٹانی، ڈاکٹر ساورکر، خان بہادر شاہ ولایت حسین، اور مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی نے استقبال کیا۔ اس کے بعد گاندھی جی کرسی صدارت پر تشریف لائے۔ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔گاندھی جی پر اس قدر پھول پھینکے گئے کہ ان کے گرد پھول ہی پھول نظر آتے تھے۔جناب دانا اور خلیق کی نظمیں پڑھی گئیں۔اس کے بعد گاندھی جی نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے خلافت کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور کہا کہ اگر مسلمانوں کے دل رنجیدہ ہیں تو ہندو ان کے ساتھ شریک ہیں......اس کے بعد گاندھی جی نے خلافت کمیٹی کے لئے چندہ کی اپیل کی اور بذاتِ خود ایک پیسہ تبرکاً عنایت کیا۔بس کیا تھا یہ پیسہ نیلام ہوا۔اور اسے 501 روپیہ میں سیٹھ چھوٹانی نے خریدا۔ایک ہزار نقد چندہ وصول ہوا اور ڈیڑھ ہزار کا وعدہ ہوا''۔

''اس کے بعد ایک دوسرے جلسہ میں عوام کا مطالبہ درشن کا تھا۔گاندھی جی نے کہا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ میرا درشن کیا جائے۔یہ کام کا وقت ہے۔عورتوں کو کہا کہ تم چرخہ چلاؤ تو میں خود آ کر تمہارے درشن کروں گا اور تمہارے پاؤں چھوؤں گا۔''

خیر اس تبرک اور درشن کے ذکر کے بعد آگے چلتے ہیں۔

اس موقع پر حسرت موہانی صاحب نے یہ قرارداد پیش کی کہ انگلستان کی بنی ہوئی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔گاندھی جی نے اس کی مخالفت کی اور اس کی جگہ حکومت سے عدم تعاون کی تجویز پیش کی۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دہلی میں ہونے والی آل انڈیا خلافت کانفرنس میں پیش کردہ تجویز کہ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے بمبئی میں موجود مرکزی خلافت کمیٹی میں پیش کی گئی اور اس کمیٹی ہی نے اس تجویز کو ناقابلِ عمل قرار دے دیا کیونکہ اس سے بمبئی میں موجود مسلمان تاجر بری طرح متاثر ہوں گے۔بہت سی اشیاء کی قیمت بہت بڑھ جائے گی اور عام آدمی پر بہت بوجھ پڑ جائے گا اور ماضی میں بھی یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ اس قسم کا بائیکاٹ کامیاب نہیں رہتا۔

دسمبر 1919ء میں امرتسر میں خلافت کانفرنس اور مسلم لیگ اور کانگریس کے اجلاسات ہوئے۔31/دسمبر کے خلافت کانفرنس کے اجلاس میں قرارداد منظور کی گئی کہ یہ کانفرنس ترکی کے سلطان کو جو مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اپنا اظہارِ عقیدت پیش کرتی ہے۔یہ فیصلہ کیا گیا کہ امریکہ اور انگلستان اور وائسرائے کی طرف وفود بھیجے جائیں۔اور اس بات پر اظہارِ افسوس کیا کہ عرب علاقوں کے بارے میں ان کے مطالبات ابھی تک تسلیم نہیں کئے گئے۔اور اسی طرح امرتسر میں ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس میں پہلی قرارداد یہ پیش کی گئی کہ آل انڈیا مسلم لیگ شاہ برطانیہ کو اپنا وابستگی کا پیغام بھجواتی ہے اور مسلمانانِ ہند کی مسلسل وفاداری کا یقین دلاتی ہے۔اس قرارداد کے الفاظ یہ تھے:

"All India Muslim league tenders its homage to the person and throne of His Majesty the King Emperor and assures him of steadfast and continued loyalty of the Mussalman community of India."

اس کے ساتھ مسلم لیگ نے یہ قرارداد بھی منظور کی کہ مسلم لیگ ترکی کے سلطان کو عالمِ اسلام کا خلیفہ سمجھتی ہے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین سمجھتی ہے اور ان کی مقدس شخصیت پر غیر متزلزل یقین رکھتی ہے۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad,published byMenakshi Prakashan New Dehilpp 113.115)

لیکن اس موقع پر خلافت کانفرنس کے دوران جذبات کا اور ہی عالم تھا۔سٹیج پر گاندھی جی بھی موجود تھے۔مولانا محمد علی جوہر کی جو تقریر ہوئی تو اس کا نقشہ عبدالمجید سالک ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

''مولانا کی تقریر بے نظیر تھی۔نہ صرف زبان اور اندازِ بیان کے اعتبار سے بلکہ مطالب کے لحاظ سے بھی پورے مسئلہ پر حاوی تھی۔اور جذبات انگیزی کی کیفیت اس فقرے سے معلوم ہوتی ہے کہ ہمیں اب اس ملک سے ہجرت کر جانے کے سوا اور کوئی شرعی چارہ باقی نہیں ہے۔اس لئے ہم اس ملک کو چھوڑ جائیں گے اور اپنے مکانات اور اپنی مساجد، اپنے بزرگوں کے مزارات سب بطور امانت اپنے ہندو بھائیوں کو سونپ جائیں گے۔تا آنکہ ہم پھر فاتحانہ اس ملک میں داخل ہو کر انگریزوں کو نکال دیں۔اور اپنی امانت اپنے بھائیوں سے واپس لے لیں۔مجھے یقین ہے کہ ہندو بھائی جن کے ساتھ ہم ایک ہزار سال سے زندگی بسر کر رہے ہیں ہماری اتنی خدمت سے پہلوتہی نہ کریں گے۔''

''ان کے بعد بریلی کے بنسی دھر پاٹھک کھڑے ہوئے۔ان کی تقریر بہت پر جوش اور بے حد دلچسپ تھی۔ انہوں نے مولانا محمد علی کے نہلے پر دہلا یوں مارا کہ اگر مسلمان بھائی اپنی شریعت کے احکام کے ماتحت اس ملک سے ہجرت کر جانے پر مجبور ہیں تو ہندو بھی یہاں رہ کر کیا کریں گے۔اگر مسلمان چلے تو ہندو جاتی بھی ہجرت میں مسلمانوں کا ساتھ دے گی۔اور ہم اس ملک کو ایک بھائیں بھائیں کرتا ہوا ویرانہ بنا دیں گے۔تا کہ انگریز اس ویرانے سے خود ہی دہشت کھا کر بھاگ جائیں۔

''کس قدر عقل سے دور باتیں ہیں۔لیکن جذبات کی دنیا نرالی ہے۔اس وقت جلسے کا یہ عالم تھا کہ بعض لوگ

چیخیں مار مار کر رو رہے تھے اور خلافت کانفرنس مجلس عزاء بن گئی تھی۔'' (سرگزشت از عبد الجید سالک صفحہ107-108)

یہ تحریک اب کس غلط سمت میں جا رہی تھی اس پر کسی طرح کے تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔کوئی یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی یہاں سے نکل کر کہاں جائے گی؟

8/جنوری 1920ء کو پہلی آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کی صدارت فضل حق صاحب نے کی اور اس میں گاندھی جی اور موتی لال نہرو صاحب بھی شریک ہوئے۔قائدِ اعظم محمد علی جناح اس میں شریک نہیں ہوئے اور ان کی طرف سے بلاوے کے جواب میں معذرت کی تار موصول ہوئی۔اس میں جو پہلی قرارداد منظور کی گئی وہ خلافت سے کسی وابستگی کے اعلان پر نہیں تھی بلکہ اس بارے میں تھی کہ ہندوستان بھر کے مسلمان گاندھی جی اور ہندوؤں کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے خلافت کے مسئلہ میں گہری دلچسپی لی ہے۔اور اس کے علاوہ دو اہم قراردادیں یہ بھی منظور کی گئیں کہ اگر اس مسئلہ پر ان کے مطالبات منظور نہ کئے گئے تو وہ مرحلہ وار سلطنتِ برطانیہ سے تعاون ختم کر دیں گے اور اگر ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو مرحلہ وار برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی کر دیا جائے گا۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad, published byMenakshi Prakashan New Dehilp p57)

19/ جنوری 1920ء کو تحریکِ خلافت کا وفد وائسرائے سے ملا اور ایک ایڈریس وائسرائے کو اس مسئلہ کے بارے میں پیش کیا۔اس کے جواب میں وائسرائے نے واضح کیا کہ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو یہ فیصلہ تو صرف مسلمان ہی کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سلطنتِ عثمانیہ کو اسی حالت میں برقرار رکھا جائے جس میں وہ جنگ میں شرکت کرنے اور شکست کھانے سے پہلے تھی تو یہ ممکن نظر نہیں آتا۔جنوری 1920ء میں ہی گاندھی جی نے میرٹھ میں خلافت کانفرنس میں برطانوی حکومت سے عدم تعاون کی تحریک کے موٹے موٹے خدوخال پیش کئے جنہیں قبول کر لیا گیا۔

(Jinnah Reinterpreted,by Saad Al Khairi,Oxford University Press Karachi,p 481)

پھر اس تحریک میں فروری کے آخر میں اور تیزی آ گئی جب 28-29/فروری کو کلکتہ میں اس کا اجلاس ہوا۔اس میں قراردادیں منظور کی گئیں کہ اگر سلطنتِ عثمانیہ کی قسمت کا فیصلہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد کے برخلاف کیا گیا تو ہندوستان کے مسلمان سلطنتِ برطانیہ سے اپنی وفاداری ختم کر دیں گے۔ برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کا آغاز کیا گیا۔مصطفیٰ کمال پاشا اور انور پاشا کی ان کوششوں کو سراہا گیا جو وہ خلافت کی حفاظت کے لئے کر رہے تھے۔اور مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ فوج میں اور بحری جہازوں کی ملازمت اختیار نہ کریں۔اور برطانوی فوج میں مسلمان فوجیوں سے یہ اپیل کی گئی کہ وہ اپنے افسران پر مطالبات کی منظوری کے لئے زور ڈالیں اور انہیں بتا دیں کہ اگر ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو وہ برطانوی حکومت سے اپنے تمام تعلقات ختم کر لیں گے۔

(The Indian Muslims,A documentary record 1900-1947 Vol 6,compiled by Shan Muhammad,published byMenakshi Prakashan New Dehli-pp159-160)

(باقی آئندہ)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

جماعت احمدیہ گیانا(Guyana) کے
28ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ:احسان اللہ مانگٹ۔ مبلغ انچارج گیانا)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا کو اپنے 28ویں جلسہ سالانہ مورخہ 24 اور 25 اکتوبر 2009ء بروز ہفتہ اور اتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں میٹنگ کی گئی اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدیداران اور ایمبیسیز و دیگر مسلم اور غیر مسلم تنظیموں کے سربراہوں سے رابطہ کیا گیا اور ان کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے دعوت نامے دئے گئے۔

امسال حضور انور نے ازراہ شفقت برازیل، ٹرینیڈاڈ اور سرینام کے مبلغین کرام کو جلسہ سالانہ گیانا میں شرکت کے اجازت عطا فرمائی تھی۔لہذا مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب مبلغ سلسلہ سرینام، مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ برازیل اور مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ بھی تشریف لائے۔ تینوں مبلغین کرام کی آمد پر ان کا استقبال کیا گیا۔

24/اکتوبر کو بعد نمازِ ظہر و عصر جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

پہلے اجلاس کی صدارت مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ نے کی۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔اس کے بعد ایک نواحمدی مسلم مکرم عمر احمد گلاسگو نے اپنی روداد بیان کی کہ وہ کس طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہوئے۔انہوں نے بتایا کے خلافت کے روپ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عالمگیر رہنما عطا فرمایا ہے اسی بات نے ان کو قبول حق کی طرف مائل کیا اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو خلیفہ وقت سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا جس کی یادیں زندگی بھر ان کو محظوظ کرتی رہیں گی۔

پہلے روز کی آخری تقریر مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ برازیل نے مسیحؑ کی آمد ثانی کے موضوع پر کی۔آپ نے عام فہم اور بڑے دلچسپ انداز میں عقلی دلائل کے ساتھ بتایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو الہام کے ذریعہ خبر دی کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کے طور پر آپ کو مامور کیا گیا ہے۔

پہلے اجلاس کی کارروائی میں بعض سرکاری افسران اور بعض مذہبی لیڈرز بھی شامل ہوئے۔

اجلاس کے اختتام پر مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ نے دعا کروائی۔

نمازِ مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا۔مکرم ابراہیم بن یعقوب امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ نے تسلی بخش سوالوں کے جوابات دئے۔

دوسرے روز نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم دیا گیا۔

دوسرے روز کے اجلاس کی صدارت مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ برازیل نے کی۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی تقریر میں اس بات پر روشنی ڈالی کہ اسلام کی تاریخ اسلام کی پرامن تعلیم پر گواہ ہے۔

اس کے بعد ایک نواحمدی مسلم مکرم اسماعیل محمد نے اپنی روداد بیان کی کہ وہ کس طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہوئے۔انہوں نے بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کا فارسی النسل ہونا آنحضرتؐ کی امام مہدی کے بارہ میں پیشگوئی کو پورا کرتا ہے۔اس کے بعد چند احمدی بچوں نے اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے چھوٹی چھوٹی احادیث نبوی اور آنحضرتؐ کی مدح میں قصیدہ تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ پیش کیا۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی بھی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔نظم کے بعد مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ نے اپنی تقریر میں اس بات پر روشنی ڈالی کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کیسے آج کی دنیا میں امن کے قیام میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

اجلاس کے اختتام پر مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ برازیل نے دعا کروائی۔

امسال جلسہ کی حاضری 120 تھی۔

جلسہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پورے ملک میں پیغام پہنچانے کا ایک سنہری موقع عطا فرمایا۔خاکسار نے نیشنل کمیونیکیشن نیٹ ورک جو کے حکومت کا ٹیلیویژن چینل ہے سے رابطہ کیا کہ ہمارے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے بیرون ملک سے ہمارے مبلغین تشریف لائے ہیں اس لئے ہمیں انٹرویو کے لئے کچھ وقت دیں۔ ہمیں 26/ اکتوبر 2009ء کو گیانا ٹوڈے (Today) میں 10 منٹ کا وقت دیا گیا۔اس پروگرام کے میزبان نے برازیل، ٹرینیڈاڈ، سرینام اور گیانا کے مبلغین کرام سے انٹرویو کے دوران جلسہ کی غرض نیز ان کے ممالک میں جماعت کے متعلق دریافت کیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایک عمدہ موقع عطا فرما دیا۔یہ پروگرام براہ راست پورے ملک میں نشر کیا جاتا ہے۔

قارئین احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے شیریں ثمرات عطا فرمائے اور اس کی برکات سے سب شرکاء کو نوازے۔آمین

❁❁❁❁❁❁

لجنہ اماء اللہ ویسٹرن ایریا سیرالیون کے
تیسرے سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

رپورٹ: مبشرہ فردوس۔ سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ سیرالیون ویسٹرن ایریا کو مرکزی شہر فری ٹاؤن میں مورخہ 13 دسمبر 2009ء کو اپنا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ نیشنل ہیڈ کوارٹرز کے ہال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر اور مختلف قسم کے خوبصورت بینرز اور پوسٹرز کے ساتھ سجایا گیا۔

نماز فجر اور درس کے بعد مارچ پاسٹ کی تیاری شروع ہوئی۔ ہر جماعت کی لجنہ و ناصرات سفید لباس میں ملبوس اپنی اپنی مجلس کے بینرز اٹھائے ہوئے تھیں۔ بینرز کے اوپر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے اقتباس تحریر کئے گئے تھے۔مارچ پاسٹ کے دوران نعرہ ہائے تکبیر اور لاالٰہ الّا اللّٰہ کا ورد کیا گیا۔اس کے علاوہ متفرق اسلامی نظمیں پڑھی گئیں۔

اس کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے کیا گیا۔خاکسارہ نے لجنہ کا عہد دہرایا۔محترمہ رشیدہ جالو اور آمنہ مانسرے نے باری باری حدیث مبارکہ اور اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر مبنی تقاریر کیں۔جس کے بعد:

''ہے دست قبلہ نما لاالٰہ الّا اللّٰہ''

کی نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔

مسز للیاں سونگو نے مہمان گرامی کا تعارف کروایا۔ نیشنل صدر لجنہ مسز سلمی کالوں، حاجہ صفیہ بنگورا اور مسز حلیمہ بنگورا نے لجنہ کی تربیت کیلئے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

اجتماع کے پروگرام میں لجنہ و ناصرات کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور دلچسپی کو بڑھانے کیلئے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا بھی انعقاد کیا گیا۔

علمی مقابلوں میں تلاوت قرآن کریم، کوئز پروگرام، اور ورزشی مقابلہ جات میں sack race, back race, 3 leg race, spoon &egg race, ,tug of war وغیرہ شامل تھیں۔

اجتماع کی اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ مسز سلمی کالوں نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے۔اور خاکسارہ نے اختتامی دعا کروائی۔

اس اجتماع میں 6 جماعتوں کی 678 لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ پچھلے سال حاضری 400 تھی۔یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہونے والی تمام لجنہ و ناصرات کو اپنے فضل سے نوازے اور خادم دین بنائے۔آمین۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت منشی سلطان عالم صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14فروری 2008ء میں حضرت منشی سلطان عالم صاحبؓ کا ذکرخیر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت منشی سلطان عالم صاحب ولد صاحب داد قوم جٹ تہال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات گاؤں گوٹریالہ کے رہنے والے تھے۔ 1833ء میں پیدا ہوئے۔آپ اپنے گاؤں میں برانچ پوسٹ ماسٹر تھے اور مدرس کے فرائض بھی سرانجام دیتے۔1905ء میں احمدیت سے آگاہی ہوئی اور اگلے سال تحقیق کے بعد قبول احمدیت کی سعادت پائی۔

اپنی قبول احمدیت کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہجون 1905ء میں ایک شخص مسمّی نیک عالم نے ہمارے ہاں پرائمری سکول کا آغاز کیا۔ میں پوسٹ ماسٹر تھا۔اُن سے ملا تو اُن کا گرویدہ بن گیا۔ایک دن اُن کے ایک کلاس فیلو سلطان احمد نے اُنہیں الحکم کے متعدد پرچے بھجوائے۔انہوں نے یہ پرچے اُلٹ پلٹ کر رکھ دیئے اور مَیں نے اُن کا مطالعہ شروع کردیا۔یہ مجھے اتنے پسند آئے کہ اجازت لے کر گھر لے آیا اور پھر کئی بار کے بغور مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر یہ (مسیح موعود) وہی شخص ہے جس کی ایک دنیا کو انتظار تھی تو پھر اس کا انکار سیدھا جہنم میں لے جائے گا۔

اس میں ملفوظات نے مجھے بہت واقفیت کرادی اور جب مباہلہ کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی یہ تحریر پڑھی کہ ''مَیں یہ بھی شرط رکھتا ہوں کہ میری دعا کا اثر اس صورت میں سمجھا جاوے کہ جب وہ تمام لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی میں گرفتار ہوجائیں، اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار، اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اگر میں مرگیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہوجائے گا۔'' تو میں دل سے احمدی ہوگیا۔اگرچہ رسمی طور پر نماز روزہ کا میں شروع ہی سے پابند تھا اور لکھنا پڑھنا بھی کچھ جانتا تھا مگر دینیات کی تعلیم سے بالکل کورا تھا۔اس لئے بہت سوچ بچار کے بعد مَیں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اخبار الحکم کے مطالعہ سے میری توجہ آپ کے متعلق تحقیقات کرنے کی طرف مبذول ہوئی ہے مگر لاعلمی سدراہ ہے آپ کو چونکہ ایک بڑا دعویٰ ہے۔اگر فی الواقعہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کی دعا خطا نہ جائے گی لہٰذا نہایت ادب سے گذارش ہے کہ میرے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا صدق مجھ پر ظاہر فرماوے۔اس کا جواب حضرت اقدس کی طرف سے حضرت پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی کی قلم سے لکھا ہوا پہنچا کہ آپؑ نے دعا فرمائی تم بھی دعا کرتے رہو۔

ہفتہ عشرہ دعا کرتے ہوا کہ ایک رات رؤیا میں دیکھا کہ ڈاک سے میرے نام ایک کارڈ نکلا ہے جس پر جامن رنگ کی سیاہی سے ایڈریس کی جانب خوشخط حروف میں ذیل فقرہ لکھا ہوا پایا ''مرزا صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں، راز مخفی رکھئے۔'' دوسری طرف بھی پنجابی اشعار میں کچھ لکھا ہوا تھا مگر ابھی پڑھنے نہیں پایا تھا کہ فراط انبساط سے آنکھیں کھل گئیں۔اس خواب کی تعبیر جو میری سمجھ میں آئی یہ تھی کہ یاد کرنے کا مطلب طلب ملاقات ہے مگر ایسے عظیم الشان شخص کی طلب ملاقات بحیثیت ایک امام کے اُن کا بیعت کے واسطے بلانا ہے۔راز مخفی رکھیے کا ارشاد الٰہی بھی ساتھ ہی تھا مگر جوش انبساط میں اس کا خیال نہ کیا۔لیکن جن احباب کو مشورہ میں شریک کیا، انہوں نے مہدی کے متعلق غلط روایات بیان کرکے مجھے تذبذب میں ڈال دیا۔یہ حالت کئی ماہ تک رہی۔ اس دوران کئی خواب آئے جو اظہار صداقت مرزا جی کے لئے کافی تھے۔مگر میں اُن سے پورے طور پر مطمئن نہ ہوسکا اور دعاؤں میں لگا رہا۔اور ایک خط حضرت جی کی خدمت میں لکھا کہ میں نے ایک خواب تو دیکھا تھا مگر تسلی خاطر نہ ہوئی لہٰذا پھر دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا صدق اس طرح مجھ پر ظاہر کرے کہ تمام شک و شبے مٹ جاویں۔اس خط کا جواب بھی بطریق سابق دیا گیا کہ حضرت جی نے دعا فرمائی تم بھی راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرو۔

میں حضرت کے ارشاد کے موافق درود استغفار کے ساتھ دعاؤں میں لگ گیا۔تین ہفتہ بعد عالم خواب میں آسمان سے پے درپے آواز سنی ''مرزا صاحب سچے ہیں''۔پھر آسمان اور زمین اور ہر ذرّے سے دلکش انداز سے بار بار یہی ندا آئی۔آواز کی کثرت اور اس کی بتدریج بلندی سے میں جاگ اٹھا تو تمام شکوک وشبے کافور ہوچکے تھے۔چنانچہ اسی دن بیعت کے لئے خط لکھ دیا اور مئی 1906ء میں قادیان جاکر دستی بیعت اور زیارت سے مشرف ہوا۔قادیان میں حضورؑ کو ایک دن سیر سے واپسی پر مجمع کے ہمراہ دیکھا تو اپنی ایک خواب کا نظارہ یاد آگیا کہ ایک جُبّہ پوش بزرگ جن کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح دمک رہا ہے سر پر عمامہ پہنے اور ہاتھ میں عصا لئے بہت بڑے مجمع سمیت خراماں خراماں ایک طرف سے آرہے ہیں ریش مبارک مہندی سے رنگی ہوئی تھی ......اس پر دل حمد سے بھر گیا اور تجدید بیعت کی۔

آپؓ متعدد بار اور جلسہ سالانہ کے مواقع پر قادیان آکر حضور علیہ السلام کے کلمات سے فیض پاتے رہے۔لیکن بیعت کرنے کے کچھ عرصہ کے بعد مخالفین کے ذلت آمیز سلوک سے گھبرا کر ایک دفعہ حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہاں اکیلا احمدی ہوں لوگ تنگ کرتے ہیں دعا فرماویں۔حضورؑ نے جواب میں لکھوایا کہ مومن اکیلا نہیں رہتا، گھبرائیں نہیں۔چنانچہ عرصہ کے بعد میرے ذریعے کئی آدمی داخل سلسلہ ہوئے۔

حضرت منشی صاحبؓ نہایت مخلص، دعاگو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔علم پسند اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ بھی کچھ روز آپ کے ہاں قیام کرکے رات کو چھت پر چڑھ کر تبلیغی تقاریر کرتے رہے۔

1918ء میں آپؓ نے وصیت کی۔ 24دسمبر 1959ء کو گوٹریالہ میں بعمر 76 سال وفات پائی اور وہیں امانتاً دفن کئے گئے۔بعدازاں 26دسمبر 1962ء کو آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔آپ کی وفات پر مکرم مرزا محمود احمد بلانوی صاحب نے لکھا کہ بسلسلہ ملازمت مرحوم کو مختلف مدارس میں کام کرنا پڑا اور تین سال ہمارے گاؤں موضع بلانی میں بطور ہیڈ ماسٹر مقیم رہے۔ان کی دیانت، راست گوئی، شرافت اور حلم کے معترف غیر از جماعت لوگ بھی تھے چنانچہ ہمارے گاؤں کا ایک متعصب غیراحمدی کہا کرتا تھا کہ منشی سلطان عالم میں ہر خوبی موجود تھی مگر کاش یہ احمدی نہ ہوتا اور جواب میں مَیں کہا کرتا تھا یہ سب خوبیاں احمدیت نے ہی تو پیدا کی ہیں۔مرحوم تہجد گزار تھے اور توکل، دیانت، صبر ورضا، راست گوئی کے لحاظ سے ایک معیاری انسان تھے، طبیعت بے حد متین اور سلجھی ہوئی تھی، احمدیت کی تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے، گوٹریالہ کی مختصر سی جماعت انہی کی تبلیغ کا نتیجہ تھی۔''

آپؓ کی اہلیہ محترمہ فتح بی بی صاحبہ نے 1907ء میں حضورؑ کی بیعت کی۔انہوں نے 1949ء میں وفات پائی اور گوٹریالہ ہی میں دفن ہوئیں۔حضرت منشی صاحب کی اولاد میں پانچ بچے بچپن میں فوت ہوگئے باقی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے نے لمبی عمر پائی۔مکرم رافع احمد تبسم صاحب مربی سلسلہ آپؓ کی نسل سے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 جنوری 2008ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کے کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

بے حسی کا اک سماں ہے کیا کہوں
زندگی اک امتحاں ہے کیا کہوں
نفرتوں کی آندھیاں ہیں چار سُو
ان کی زد میں آشیاں ہے کیا کہوں
بیکس و نادار و مفلس کے لئے
زیست اب بارِ گراں ہے کیا کہوں
ہر قدم پر جھوٹ ، دھوکہ اور فریب
اب یہی رسمِ جہاں ہے کیا کہوں
ابن آدم میں یہ نخوت اور غرور
فاصلہ کیوں درمیاں ہے کیا کہوں

مکرم چوہدری محمد علی بھٹی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/جنوری 2008ء میں مکرم احسان علی سندھی صاحب کے قلم سے مکرم چوہدری محمد علی بھٹی صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ مجھے احمدیت کا نور محترم چوہدری محمد علی بھٹی صاحب کے ذریعہ ملا۔ آپ کی وفات 18 ستمبر 2006ء کو ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22/ستمبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کے متعلق فرمایا: ''ہمارے سندھ کے رہنے والے چوہدری محمد علی بھٹی صاحب ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو اپنی زمینوں پر بھجوایا تھا۔ لمبی خدمت کی اسی طرح انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بھی لمبا عرصہ خدمت کی۔ اور ان کے ایک جوان لڑکے جامعہ کے طالب علم تھے مبارک احمد بھٹی 1971ء کی جنگ میں شہید ہوگئے۔ آپ نے بڑے صبر سے صدمہ برداشت کیا۔ نیز ان کے ایک داماد گھانا میں ہمارے واقف زندگی ڈاکٹر ہیں۔ بڑے شریف اور مخلص انسان تھے۔ ناصر آباد میرپور خاص سندھ میں ایک چھوٹی سی جگہ ہے وہیں رہتے تھے اس بڑی عمر میں بھی وہ مسجد کی رونق تھے''۔

میں احمدیت قبول کرنے کے بعد اکثر آپ کے پاس رہتا رہا۔آپ بارعب آدمی تھے۔تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی کوشش کرتے۔ میں نے آپ کو تہجد کی نماز چھوڑتے کبھی نہیں دیکھا۔ ریٹائرڈ فوجی تھے۔ فرقان بٹالین میں بھی شامل رہے۔آپ کی پوری پنشن چندوں میں تقسیم ہوجاتی تھی۔ جوانی میں ہی وصیت کی توفیق پائی۔ آپ کو چار خلفاء کا قرب نصیب ہوا۔ خلافت سے بہت محبت تھی اور خلفاء کے واقعات سناتے رہتے تھے۔ ناصر آباد سٹیٹ میں آپ ناشتہ کرکے باہر مہمان خانے کے صحن میں بیٹھتے اور مہمانوں سے اِس محبت سے بات چیت کرتے کہ یہی احباب دوسری مرتبہ آتے تو آپ سے ضرور ملتے۔ بہت سے کمزور ایمان والے آپ کو دیکھ کر گیٹ سے واپس چلے جاتے کہ اب دعوت الی اللہ شروع ہوجائے گی۔

جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ جو کام سپرد ہوتا نہایت دیانتداری کے ساتھ انجام دیتے۔حضور انور ایدہ اللہ جب ناصر آباد سٹیٹ تشریف لاتے تو واپسی کے وقت فرماتے کہ چوہدری محمد علی صاحب کو بلوائیں کہ دعا کروادیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29جنوری 2008ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

جنونِ عشق کی گرمی سے ہم کو آشنا کردے
مِرے سب دوستوں کو اور مجھ کو باخدا کردے
فدا ہو ملتِ احمد پہ میرا مال و جاں سب کچھ
قفس سے دنیاداری کی خدایا اب رہا کردے
ہمیں اوجِ مقام مصطفےٰ کا ہو نصیب ادراک
کمالِ حسنِ محبوبِ خدا سے آشنا کردے
دعا ہے اشک پیہم اب بہیں اس کے ندامت سے
عدو کو بھی ہدایت دے عدو کا بھی بھلا کردے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
29th January 2010 – 4th February 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 29th January 2010

00:00	MTA World News
00:20	Khabarnama: daily international Urdu news.
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Science and Medicine Review
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1996.
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:30	Historic Facts
04:05	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
05:10	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine News Review
07:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat with Huzoor, recorded on 28th January 2007.
08:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 80.
08:30	Siraiki Service
09:25	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jama'at. Rec. on 16th June 1994.
10:35	Indonesian Service
11:30	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05	Tilawat & Science and Medicine Review
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Shotter Shondhane: rec. on 1st January 2010.
15:30	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10	Friday Sermon [R]
17:25	Inauguration of Baitul Futuh
17:35	Le Francais C'est Facile [R]
18:00	MTA World News
18:30	Shotter Shondhane [R]
19:30	Arabic Service
20:30	Science and Medicine Review
21:05	Friday Sermon [R]
22:15	MTA Variety
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 30th January 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:20	Le Francais C'est Facile: lesson no. 80.
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th June 1996.
02:50	MTA World News & Khabarnama
03:20	Friday Sermon: rec. on 29th January 2010.
04:25	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community. Rec. on 2nd January 2010.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
07:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 16th February 1997. Part 1.
08:30	Calling All Cooks
09:00	Friday Sermon [R]
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:20	Shotter Shondhane: rec. on 2nd January 2010.
14:50	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna with Huzoor, recorded on 30th January 2010.
16:05	Khabarnama
16:15	Live Rah-e-Huda
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:15	MTA World News
18:30	Shotter Shondhane [R]
20:05	Arabic Service
20:40	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]
23:50	Friday Sermon [R]

Sunday 31st January 2010

00:55	MTA World News & Khabarnama
01:25	Yassarnal Qur'an
01:50	Tilawat
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th June 1996.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:30	Friday Sermon: rec. on 29th January 2010.
04:30	Faith Matters
05:35	Calling All Cooks
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Children's class With Huzoor recorded on 3rd February 2007
07:30	Faith Matters [R]
08:35	The Casa Loma
09:05	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of India in 2008.
10:00	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of an address delivered on 21st September 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Shotter Shondhane: rec. on 3rd January 2010.
14:30	Friday Sermon [R]
15:35	Children's class [R]
16:30	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:40	Faith Matters [R]
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	MTA World News
18:30	Shotter Shondhane [R]
20:05	Arabic Service
20:35	Jalsa Salana UK 2009: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 26th July 2009.
22:05	Friday Sermon [R]
23:10	Success Stories

Monday 1st February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an: lesson no. 28.
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th June 1996.
02:35	Friday Sermon: rec. on 29th January 2010.
03:40	MTA World News & Khabarnama
04:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 27th May 1989. Part 1.
05:10	Success Stories
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 30th January 2010.
08:15	Le Francais C'est Facile: lesson no. 69.
08:40	Khilafat Jubilee Quiz
09:15	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV, recorded on 7th March 1999.
10:20	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th November 2009.
11:25	Jalsa Salana Speeches
12:20	Tilawat & International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 16th January 2009.
15:00	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama
16:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
17:20	Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 18th June 2006.
18:20	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab
20:40	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
22:25	Rah-e-Huda

Tuesday 2nd February 2010

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
01:10	Le Francais C'est Facile
01:35	Liqa Ma'al Arab
02:40	MTA World News
02:55	Rencontre Avec Les Francophones
03:55	Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 18th June 2006.
04:45	An Introduction to Ahmadiyyat
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 10th February 2007.
08:00	Question and Answer Session: rec. on 27th May 1989. Part 2.
09:15	Tour Of UK Mosques
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 17th April 2009.
12:00	Tilawat & Science and Medicine Review
12:40	Yassarnal Qur'an
13:15	Bangla Shomprochar
14:15	Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th June 2006.
15:25	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
15:55	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10	Question and Answer Session [R]
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
17:45	Historic Facts
18:15	MTA World News
18:35	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered on 29th January 2010.
20:40	Science and Medicine Review
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10	Lajna Imaillah Germany Ijtema [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 3rd February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:25	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1996.
02:10	Learning Arabic: lesson no. 15.
03:00	Khabarnama & MTA World News
03:30	Question and Answer Session: rec. on 27th July 1984.
04:40	Tour Of UK Mosques
05:15	Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th June 2006.
06:05	Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:30	Calling All Cooks
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor recorded on 1th February 2007.
08:00	MTA Variety: Atfal rally.
09:05	Question and Answer Session: rec. on 24th November 1991.
10:20	Indonesian Service
11:20	Swahili Service
12:30	Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:55	From the Archives: Friday sermon delivered on 21st February 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:45	Bangla Shomprochar
14:50	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
16:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class [R]
17:05	Question and Answer Session [R]
18:20	MTA World News
18:40	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1996.
20:30	MTA Variety [R]
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class [R]
22:00	Jalsa Salana Germany Address [R]
23:00	From the Archives: Friday sermon delivered on 21st February 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).

Thursday 4th February 2010

00:55	MTA World News
01:15	Tilawat & Seerat-un-Nabi
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1996.
03:05	MTA World News
03:30	From the Archives [R]
04:20	Calling All Cooks
04:45	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Gulshan-e-Waqfe-Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 17th February 2007.
07:25	Khilafat-e-Ahmadiyya
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st December 1995.
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th December 2005.
13:50	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon delivered on 29th January 2010.
14:55	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 9th February 1999.
16:00	Khabarnama
16:10	Khilafat-e-Ahmadiyya [R]
16:30	Yassarnal Qur'an [R]
17:00	English Mulaqat [R]
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Jalsa Salana Qadian Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 22 January , 2010 | Issue No. 04

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

کالسرو(Karlsruhe) میں جلسہ کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ۔Pforzheim شہر میں مسجد الباقی کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب۔

ہماری مساجد سے محبت کے پیغام نشر ہوتے ہیں۔ان محبت کے پیغاموں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا کے امن کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

(مسجد بیت الباقی کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور کا خطاب)

پریس میڈیا سے انٹرویو۔مسجد بیت الباقی کے سنگ بنیاد کی پریس کوریج۔فیملی ملاقاتیں۔
طلباء جامعہ احمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس کا انعقاد

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔لندن)

16 /دسمبر 2009ء بروز بدھ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سات بج کر بیس منٹ پر مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کالسرو میں جلسہ کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ

جماعت احمدیہ جرمنی اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اپنے جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے کوئی بڑی جگہ تلاش کر رہی ہے۔فرینکفرٹ سے 165 کلومیٹر دور جنوب مغرب کی طرف آباد شہر Karlsruhe میں ایک بڑی وسیع وعریض جگہ جلسہ کے لئے دیکھی گئی ہے۔

پروگرام کے مطابق آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس جگہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے جانا تھا۔صبح گیارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور شہر Karlsruhe کی طرف روانگی ہوئی ۔ آج درجہ حرارت نقطہ انجماد سے 12 درجے نیچے تھا اور برف گر رہی تھی اسی حالت میں سفر جاری رہا۔قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد ایک بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے لئے زیر تجویز جگہ "Karlsruhe Messe Kongrence" پہنچے۔ جہاں شہر کے لارڈ میئر Heinz Frinch نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی شہر میں آمد اور اس جگہ کے معائنہ کا سن کر یہ خود تشریف لائے اور ہال سے باہر حضور انور کا استقبال کیا اور پھر قریباً نصف گھنٹہ تک میئر موصوف نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس ملاقات میں شہر کی انتظامیہ کا ایک بڑا افسر اور اس جگہ کا جنرل مینجر بھی شامل تھا۔

لارڈ میئر نے دوران گفتگو مختلف امور پر تبادلہ خیالات کے علاوہ ہر قسم کی مدد کی یقین دہانی کروائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعوت دی کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ اگلا جلسہ ہمارے شہر میں کریں اور اس کے بعد مستقل طور پر یہیں جلسے کریں۔مَیں آپ کو ہر قسم کی مدد کی یقین دہانی کرواتا ہوں۔اور بار بار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہماری اس دعوت کو قبول فرمائیں۔

میئر نے ایک تصویر کے ذریعہ اس شہر کا اور اس کے پرانے حصہ کا تعارف کروایا اور شہر کی انتظامیہ کے افسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس شہر کی تاریخ پر مشتمل ایک کتاب بھی پیش کی۔

Karlsruhe شہر پندرہ لاکھ کی آبادی میں سموئے ہوئے جرمنی کے صوبہ Baden Wurtemberg میں واقع ہے۔ غیر ملکیوں سے انتہائی رواداری اور ان کو اپنے اندر سمونے کا جذبہ رکھتا ہے۔ ملک کے سپریم کورٹ کے چند حصّے یہاں واقع ہیں۔اس کے قریب ایک بڑا ائر پورٹ ہے اور دوسرا ائر پورٹ 20 منٹ کی ڈرائیو پر ہے جہاں یورپ کے مختلف ممالک سے فلائٹس آتی ہیں۔

جلسہ گاہ کے لئے زیر تجویز جگہ جو کہ K.Messe کہلاتی ہے ۔اس کا کل رقبہ ایک لاکھ 50 ہزار مربع میٹر ہے اور اس کا Covered حصّہ 70 ہزار مربع میٹر ہے۔اس میں چار بڑے ہال ہیں۔ ہر ہال 12500 مربع میٹر ہے۔ ہر ہال میں کرسیوں پر بارہ ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں اور ہر ہال میں 18000 سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔تمام ہالز ائرکنڈیشنڈ ہیں اور ہر ہال سے ملحق 26 بیوت الخلاء ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان عمارات کا معائنہ فرمایا۔لنگر خانہ اور کھانا کھلانے کے تعلق میں حضور انور کے دریافت فرمانے پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ کھانا پکانے کے لئے اس Covered ایریا کے باہر مارکی لگا کر انتظام کیا جائے گا ۔ جیسے جلسہ گاہ منہائم میں کرتے ہیں۔لیکن کھانا ان ہالوں کے اندر کھلایا جائے گا اس کی اجازت انتظامیہ نے دی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس بات کا بھی جائزہ لیں کہ ہیلتھ اینڈ سیفٹی ڈیپارٹمنٹ تو اعتراض نہیں کرے گا۔اس کو بھی دیکھنا پڑے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ کھڑے ہو کر Compass کی مدد سے قبلہ رخ کا بھی جائزہ لیا۔ ایک ہال کے اندر حضور انور نے Echo سسٹم بھی چیک کیا اور ایک خادم کو مختلف جگہوں پر کھڑا کر کے اُسے ہدایت کی کہ ’’اللہ اکبر‘‘ کہو۔آواز گونجتی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ اس کا پہلے ساؤنڈ سسٹم بھی چیک کریں۔حضور انور نے اس جگہ کی انتظامیہ اور جنرل مینجر سے دریافت فرمایا کہ پانی کے استعمال کی کیا صورت ہے۔تیس پینتیس ہزار لوگ روزانہ پانی استعمال کریں گے کیا آپ کے پاس اتنا پانی ہے۔کم از کم 80 ہزار سے ایک لاکھ لیٹرز سے زائد پانی روزانہ استعمال ہوگا۔منتظمین نے بتایا کہ پانی بہت زیادہ مقدار میں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان ہالز سے باہر ملحقہ کھلے ایریا کا بھی معائنہ فرمایا جہاں پرائیویٹ خیمے لگائے جا سکتے ہیں اور پارکنگ کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہاں دس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ موجود ہے۔

یہ سارے ہال اور عمارات سال 2005ء میں تعمیر ہوئے ہیں۔ یہاں دوران سال نیشنل اور انٹرنیشنل نمائشیں ہوتی ہیں اور مختلف کمپنیاں حصہ لیتی ہیں۔اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہے۔اس شہر میں ابھی تک جماعت کی مسجد تعمیر نہیں ہوئی جبکہ اردگرد کی جماعتوں میں جماعت کی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ہم دائیں بائیں مساجد بنا رہے ہیں تو شہر میں کیوں نہیں۔ میئر نے کہا کہ یہ تو بہت اچھا ہوگا۔ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے اچھے ہمسائے آ گئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا اچھے ہمسائے درمیان میں کیوں نہیں۔حضور انور نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میئر صاحب جگہ کے حصول میں مدد کریں گے۔یہاں بھی مسجد کے لئے جگہ دیکھیں۔

اس شہر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر ٹیکنالوجی کے تعلق میں انڈسٹریز ہیں۔مرسڈیز گاڑیاں اور Porsche گاڑیاں یہاں بنتی ہیں اور یہاں سے Black Forest کا فاصلہ 20 کلومیٹر ہے ۔ یہ سرسبز وشاداب اور بہت خوبصورت پہاڑی علاقہ ہے اور دنیا بھر میں Black Forest کے نام سے مشہور ہے۔

اس جگہ کے تفصیلی معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی عمارت کے ایک بڑے ہال نما کمرہ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔دوپہر کے کھانے کا انتظام یہیں کیا گیا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان عمارات کے ایک رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

مسجد ’’بیت الباقی‘‘ کی تقریب سنگ بنیاد

پھر پروگرام کے مطابق تین بج کر دس منٹ پر

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد